کھوٹے لوگ

www.KitaboSunnat.com

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کھوٹے لوگ

استاذہ نگہت ہاشمی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کھوٹے لوگ

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	کھوٹے لوگ
مصنفہ	:	استاذہ نگہت ہاشمی
طبع اوّل	:	دسمبر 2007ء
تعداد	:	2100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	98/CII گلبرگ III فون 042-7060578-7060579
فیصل آباد	:	103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ، فون : 041 - 872 1851
بہاولپور	:	7 A، عزیز بھٹی روڈ، ماڈل ٹاؤن اے، فون : 062 - 2875199
		2885199، فیکس : 062 - 2888245
ملتان	:	888/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی، بوسن روڈ، گلگشت
		فون 061 - 6220551, 6223646
ای میل	:	alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

مومن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور

فون 062 - 2888245

قیمت	:	روپے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

انسان فطری طور پر quality conscious ہے، اسی وجہ سے وہ جمال پسند ہے۔ اُسے حُسن اچھا لگتا ہے خواہ یہ حُسن رنگوں کا ہو یا رویوں کا۔ انسان کو فطری طور پر ملاوٹ اور کھوٹ پسند نہیں۔ اسی وجہ سے وہ دوسروں کی طرف سے اپنے لیے کبھی ملاوٹ اور کھوٹ پسند نہیں کرتا لیکن یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ وہ خود دوسروں کے لیے کھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھوٹ کہاں سے آتا ہے؟ انسان کے اندر کے کھوٹ کا تعلّق اس کے ماحول کے ساتھ ہے۔ یہ کھوٹ ماحول کی چھاپ ہے، learnt behaviours ہیں۔ انسان جھوٹ بولتا ہے تو دل پر اُس کا دھبہ لگتا ہے۔ پھر یہ دھبے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور دل کھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔

انسان دھوکہ دیتا ہے۔ دل میں کچھ رکھتا ہے اور ظاہر کچھ کرتا ہے۔ اندر سیاہی ہے تو ظاہر کرتا ہے کہ دل روشن ہے۔

انسان وعدہ خلافی کرتا ہے تو دل میں کھوٹ آتا ہے۔

انسان امانت میں خیانت کرتا ہے تو دل میں کھوٹ آتا ہے۔

انسان بدکلامی کرتا ہے تو دل کھوٹا ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسان جہالت کا مظاہرہ کرتا ہے تو دل میں کھوٹ آتا ہے۔

انسان بے عقلی سے کام لیتا ہے تو دل کھوٹا ہوتا ہے۔

انسان کے رویوں کا بگاڑ، اس کے تعلقات کا بگاڑ، اس کے اَخلاق کا بگاڑ، اس کا معاشرتی بگاڑ، اس کا معاشی وسیاسی بگاڑ اندر کے بگاڑ سے شروع ہوتا ہے۔ اندر کا بگاڑ دراصل اندر کا کھوٹ ہے۔ یہ کھوٹ ہماری زندگیوں کو دنیا میں بھی گھن کی طرح کھا گیا ہے۔ یہ کھوٹ دور ہو سکتا ہے اگر ارادہ کر لیں، توبہ کر لیں اور ربّ کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لیں لیکن ایک خوف ہے جو ربّ کی طرف آنے نہیں دیتا۔

یہ لوگوں کی نظروں سے گر جانے کا خوف ہے۔

یہ لوگوں سے پیچھے رہ جانے کا خوف ہے۔

یہ رسوم ورواج کے چھوٹ جانے کا خوف ہے۔

یہ تعلقات کے کٹ جانے کا خوف ہے۔

یہ عزت کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

یہ رزق میں تنگی آ جانے کا خوف ہے۔

اس خوف میں ہمارے دشمن شیطان نے ہمیں مبتلا کر رکھا ہے۔ اسی خوف نے کھوٹے پن کو قبول کروا رکھا ہے۔ یہ دھوکہ ہے جس میں سارا معاشرہ گرفتار ہے۔

یہ خود فریبی ہے جس کا سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اس خود فریبی، اس کھوٹ کی حقیقت کو ان آیات میں واضح کیا گیا ہے۔

نگہت ہاشمی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسانی کردار تین طرح کے ہوتے ہیں:

1۔کھرے لوگ جو انسانیت کی cream ہیں۔

2۔اندھے، گونگے، بہرے لوگ جو انسانیت پر بوجھ ہیں۔

3۔کھوٹے لوگ جن کے دل بیمار ہیں، جن کی وجہ سے پورا معاشرہ بیمار ہے۔یہ دو چہروں والے ہیں، ظاہر میں اچھے ہیں اندر سے بُرے ہیں، انہوں نے راستہ گم کر دیا۔یہ جھوٹے ہیں، فریبی ہیں، دغاباز ہیں، ناسمجھ ہیں، بےشعور ہیں۔انہی لوگوں کا تذکرہ سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں آتا ہے۔

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (8)

”اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔“

اس آیت پر غور کیجئے گا:

وَمِنَ النَّاسِ

النّاس کہتے ہیں لوگوں کو۔سارے لوگ ایسے نہیں ہیں لیکن لوگوں میں سے کچھ ایسے ضرور ہیں۔

مَنْ يَّقُوْلُ ”جو کہتا ہے۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں سے ایک ایسے شخص، ایک ایسے کردار کو سامنے لا کر رکھ دیا ہے کہ دیکھو! یہ کس قسم کا کردار ہے؟ یہ کہتا ہے اور کہتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ باتیں بہت کرتا ہے اور اپنی باتوں کا ثبوت دینے کے لیے اس کے پاس کچھ بھی نہیں، اپنی بات کو support کرنے کے لیے کچھ نہیں۔

مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ''جو کہتا ہے ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔''

نوٹ کیجئے گا! جس کے دل میں خرابی ہے، جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔ اس کے اندر ہی بہت کچھ چھپا ہوا ہے۔ منافق، دو چہروں والا، جس کے دل کے اندر کچھ اور ہے، زبان پر کچھ اور ہے اس کا طریقہ کار ہی یہی ہوتا ہے۔ چونکہ وہ دلی طور پر ایمان والوں کے ساتھ جڑا ہوا نہیں ہوتا، اس وجہ سے وہ یہ نہیں کہتا کہ میں ایمان لایا۔ وہ مشترکہ طور پر سب کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کر کے اپنے آپ کو دوسروں جیسا قرار دیتا ہے۔ کہتا ہے:

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ''ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔''

اپنی ذات کو اسی گروہ میں شامل کر کے اپنے آپ کو بھی مطمئن کیا اور دوسروں کو بھی کہ ہم ایک ہیں۔

وَبِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ''اور آخرت کے دن پر۔''

کہتا ہے کہ ہم تو آخرت کو تسلیم کرنے والے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا ھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ (8)

''حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مومنوں، ایمان لانے والوں، مسلمانوں میں سے ایک گروہ ہے جن کی زبان ایمان کا اظہار کرتی ہے لیکن دل اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ ایمان اور یقین کا مرکز کیا ہے؟ زبان یا قلب؟ یقیناً قلب۔ ان لوگوں کے قلب میں تو کچھ بھی نہیں ہے، روشنی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، نیکی نہیں ہے، خیر نہیں ہے، یقین نہیں ہے، صرف نوکِ زبان پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا:

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (8)

''وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کا نام مذہب کے خانے میں مسلمان کے طور پر لکھا جاچکا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ criteria نہیں ہے کہ کوئی خود سے اپنے آپ کو مسلمان declare کردے تو اسے مسلمان یا مومن تسلیم کرلیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے یہاں criteria کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری:1)

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

نیت تو دل کا ارادہ ہے۔ جو شخص دل سے ایمان کی حقیقت کو نہیں جان سکا، نہیں سمجھ سکا، اس کے ایمان کو اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ دنیا میں ایسے لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں کے گروہ میں شامل کرکے مطمئن رہیں لیکن اللہ تعالیٰ ایسے افراد کے اسلام کو قبول نہیں کرتا۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ایمان کا معاملہ قلب کا معاملہ ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان قبول کرلے تو انسان مومن ہوسکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے تو اگرچہ دنیا کے رجسٹروں میں نام مسلمانوں میں شامل کیا جاچکا ہو، اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی فائدہ دینے والا نہیں ہے۔ سوچئے تو انسان کس کے لیے ایمان لاتا ہے؟ کس کے لیے اسے لانا چاہیے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ ہی نے نہ مانا اور دنیا والوں کی نظروں میں مومن بنتے بھی رہے تو کیا فائدہ؟ دنیا والوں کی نظروں میں ایمان والا بننے کا فائدہ نہیں ہے۔ یہی بات سورۃ البقرہ اس آیت سے ہمیں پتہ چلتی ہے۔ ایمان اس وقت مفید ہے جب

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس ایمان کو، یقین کو ربّ قبول کر لے۔ سورۃ المنافقون میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ

(المنافقون:1)

”(اے نبی ﷺ!) جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم یقیناً اس کے رسول ہو مگر اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔“

یہاں سے پتہ چلا کہ منافق کی زبان کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔ جو شخص محض زبان سے دعویٰ کرنے والا ہے، انسانوں کو تو اس کے بارے میں حقیقی علم حاصل نہیں ہو سکتا، پتہ نہیں چل سکتا لیکن ربّ دل کے حال کو جانتا ہے۔ اس لیے ربّ نے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو مگر اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

عام طور پر ایک انسان یہی کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر میرا یقین ہے، آخرت کو بھی میں مانتا ہوں، نمازیں بھی پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں، زکوٰۃ دیتا ہوں، حج کرتا ہوں، آخر پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں سچا اور کھرا مسلمان نہ ہوں؟ بات تو سادہ سی ہے، بات دل کی ہے۔ دل کے اندر کیا ہے؟ جو دل کے اندر ہے اس کے ساتھ زبان کے کہے کو ربّ match کر لیتا ہے۔ اگر matching ہو جائے تو ایمان ہے اور اگر نہ ہو تو نفاق ہے۔ اس لیے اس بارے میں اگر کوئی پریشان ہوتا ہے کہ ہمارے اتنے اعمال کے باوجود ہمیں خالص، سچا، کھرا کیوں نہیں سمجھا جاتا؟ تو اس کو ضرور اپنے دل کی طرف دیکھ لینا چاہیے۔ دل سے جواب آ جائے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گا۔ ذرا سا دل کے اندر کھوٹ آتا ہے تو ربّ کو تو پتہ ہی ہے، انسان خود بھی جان رہا ہوتا ہے کہ میں کتنا خالص، کتنا کھرا ہوں؟ انسان پھر اپنے آپ کو دھوکے دیتا ہے، خود کو مائل اور قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جو میں نے کیا سب ٹھیک ہے، اپنی نیکی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے، شیطان بھی اس کی مدد کرتا ہے لیکن اصلاً توجہ دل کی طرف ہونی چاہیئے۔ دل کے اندر اگر خیر ہو تو بھلے سے سارا زمانہ کچھ بھی کہتا رہے، وہ خیر اللہ تعالیٰ کے یہاں قابلِ قبول ہے، اُس کے یہاں اس کی وُقعت اور قدر ہے۔

انسان کے دل کے اندر کھوٹ کیسے آتا ہے؟ انسان کیسے یقین کی بجائے شک میں مبتلا ہو جاتا ہے؟ قرآنِ حکیم سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیات میں اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ م بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ط نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (التوبہ:67)

”منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھلا دیا۔ یقیناً منافق ہی فاسق ہیں۔“

ایسا نہیں ہے کہ مرد اگر دلی طور پر ایمان والے نہیں ہیں تو عورتوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو جائے۔ ہر ایک کا معاملہ اپنا اپنا ہے، مرد بھی اور عورتیں بھی، خالص اور سچے ایمان والے بھی ہو سکتے ہیں اور کھوٹے دل والے بھی ہو سکتے ہیں۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم رنگ کس وجہ سے ہیں؟ کاموں کی وجہ سے۔ کام کیا ہیں؟ پہلے دو کام ہیں:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (التوبہ:67)

''وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں۔''

آپ نے کبھی معاشرے میں ایسے افراد کو دیکھا ہے جو نیکی کے کام سے روکیں؟ اپنے اردگرد نظر ڈالیں، بہت قریب ہی آپ کو ایسے افراد ملیں گے جو برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں۔ یہ خصوصیات ذہن میں رکھئے گا، نفاق بہت اچھی طرح سمجھ میں آئے گا انشاءاللہ۔

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (التوبہ:67)

''اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔''

یہ تیسری خصوصیت ہے کہ نیکی کے کاموں کے لیے ان کا ہاتھ نہیں کھلتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (التوبہ:67)

''یہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بھلا دیا۔''

یہ لوگ خدا فراموش ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے انتقاماً انہیں خود فراموش بنا دیا۔ اب یہ اپنے اچھے برے کو نہیں پہچانتے، اپنے انجام پر نظر نہیں رکھتے اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ ربّ کو بھولنے کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (التوبہ:67)

''یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔''

فاسق ایک اور اصطلاح ہے۔ جو مسلمان ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑتا ہو، اس کی نافرمانیاں کرتا ہو وہ فاسق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ منافق ہی فاسق ہیں۔ اگلی آیت میں فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط ھِیَ حَسْبُھُمْ ج وَلَعَنَھُمُ اللّٰہُ ج وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (التوبہ:68)

''منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی اُن کے لیے کافی ہے اور اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔''

ہم جب آیات کو سنتے ہیں تو ایک کام اندر ہی اندر ہو جاتا ہے، اپنے آپ کو، اپنے گھر والوں کو اور ارد گرد والوں کو الگ کرتے چلے جاتے ہیں کہ یہاں ہماری بات نہیں ہے، یہ ہمارا معاملہ نہیں ہے۔ ہمیں ان خصوصیات کے توسط سے ہمیشہ کھلے ذہن کے ساتھ، کھلی آنکھوں کے ساتھ یہ دیکھنا چاہیے کہ کون کون یہ کام کر رہا ہے؟ پہلے اپنی ذات کو، پھر اپنے ارد گرد والوں کو، پھر ارد گرد والوں کو۔ جہاں انسان کھرے طریقے سے اپنے آپ کو پالیتا ہے کہ میرا کیا مقام ہے اور میرے گھر والوں کا کیا مقام ہے؟ پھر اندر سے تڑپ اٹھتی ہے کہ جب اس انجام کو پہنچنے والے ہیں تو پھر اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچالیں۔

منافقوں کی پہلی خصوصیت دیکھیے گا:

یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ (التوبہ:67)

''وہ برائی کا حکم دیتے ہیں۔''

کبھی آپ نے ایسے جملے سنے ہیں؟

'چلو کوئی بات نہیں تھوڑی دیر کے لیے ایسا کر لو، پھر کیا ہوا؟'

'اب اس معاشرے میں بھی تو رہنا ہے۔'

'اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سارا وقت اپنے آپ کو اسی کیفیت میں رکھیں۔'

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

'دنیا کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔'

'ناک کی خاطر بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔'

'اگر ایسا نہ کریں تو ہم تو بالکل ہی cut off ہو کر رہ جائیں گے۔'

منکر کا حکم دینے کے لیے خواہ کوئی دلیل پیش کی جائے برائی برائی ہی ہے۔ کتنی ہی نیک مائیں ہیں جو اپنی بچیوں کو برائی کے لیے دعوت دیتی ہیں کہ چلو کوئی بات نہیں، وقتی طور پر ایسا کر لو۔ مثال کے طور بچی کی شادی کا معاملہ ہے اور وہ ساری دنیا سے اپنے آپ کو چھپا کر حضرت مریمؑ کی طرح الگ ہو بیٹھی ہے لیکن ماں اسے کہے گی: دیکھو ایسے تو تمہارا رشتہ نہیں ہو سکتا، اس لیے اب جو بھی تمہیں دیکھنے آئے ان کے سامنے تو آنا ہے اور سامنے آنے کی بات ہو تو اس لڑکے کو چھوڑ کر ہر کوئی دیکھ جاتا ہے جس کی طرف سے پیغام آیا ہے۔

اس فیلڈ میں اسلام کے بارے میں دیکھیں تو کیا حکم ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آپ کے ایک ساتھی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بتایا کہ میں انصار کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور اس کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔'' (مسلم:3485)

جبکہ ہمارے ہاں ایک لڑکا ہی نہیں دیکھتا باقی تو سارے ہی دیکھ لیتے ہیں۔ اس موقع پر سارے گھر والے کیسے justify کرتے ہیں، تسلی دلاتے ہیں:

'چلو کوئی بات نہیں، اتنا تو کرنا ہی پڑتا ہے، پھر کیا ہوا؟'

يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ (التوبہ:67)

''وہ منکر کا، برائی کا حکم دیتے ہیں۔''

یہ ایک چھوٹی اور عام سی مثال ہے۔ اسی طرح نماز کے حوالے سے دیکھیں تو کیسے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جملے کہے جاتے ہیں: 'اتنی جلدی کیا ہے؟ تھوڑی دیر بعد پڑھ لینا' اور گپ شپ میں مصروف کرلیا جاتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں کتنی ہی ایسی باتیں ہوجاتی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہورہی ہوتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو خود تسلی دلاتے ہیں کہ چلو پھر کیا ہوا، یہ تو اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (التوبہ:67)

''وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ کی کتاب سے روکتے ہیں، پڑھنے نہیں دیتے، پڑھنے والے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس راستے پر کوئی چلنا چاہے تو چلنے نہیں دیتے، سر ڈھانپنے لگے تو ڈھانپنے نہیں دیتے، نیکی کی بات کرنے لگے تو کہتے ہیں: 'آپ تو ہمیشہ ہی قرآن وحدیث کی باتیں لے کر بیٹھ جاتے ہو، ایسے ہی ہر وقت بور تو نہیں ہوا جاسکتا' (نعوذ باللہ)۔ گفتگو میں پہلے ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ 'اس طرح کی باتیں نہیں کرنی۔ ہم آپس میں تھوڑی دیر کے لیے لائٹ بات چیت کے لیے لائٹ ماحول میں اکٹھے ہوئے ہیں اور اس میں بھی آپ نے ضرور ہی tense کردینا ہے۔' ایسی باتیں کبھی سنی ہیں آپ نے؟ اب آپ پہچانیں کہ کون کون منافق ہے۔

پھر اگلی بات ہے۔

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (التوبہ:67)

''اپنے ہاتھوں کو (نیکی کے کاموں سے) بند کرلیتے ہیں۔''

مال خرچ کرنے کے لیے بھی اور دیگر کام کرنے کے لیے بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ (التوبہ:67)

''وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بھلا دیا۔''

انسان اللہ تعالیٰ کو کیسے بھولتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا باقاعدہ ذکر نہ کرکے اور اپنی مرضی کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مشورہ نہ لے کر۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ذات سے مشورہ لینا، اس کے سامنے اپنا معاملہ رکھنا ضروری خیال نہ کرے۔ انسان جب دنیا کی محبت میں گم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، اس وقت اسے ربّ یاد نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے بھلاؤ گے تو میں تمہیں بھلا دوں گا اور بھلانے کا سب سے زیادہ تکلیف دہ نسخہ یہ ہے کہ انسان کو یہ پتہ نہ چلے کہ مجھے کسی نے بھلایا ہے۔ اس کو اپنا اچھا برا انجام یاد ہی نہ رہے۔ وہ اپنا اچھا برا بھول جائے۔ اگر منافق کچھ کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی کچھ کر رہا ہے۔ لیجئے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ گیا:

اِنَّ الْـمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (67) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (68)(التوبہ)

”یقیناً منافق ہی فاسق ہیں۔ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی اُن کے لیے کافی ہے اور اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو کافروں کے ساتھ ملایا ہے۔ ان کا اور کافروں کا معاملہ ایک جیسا قرار دیا، کوئی فرق نہیں ہے۔ لفظی، ظاہری، زبانی ایمان قابلِ قبول ہی نہیں بھلے سے نمازیں پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں لیکن اگر دل اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا ہوا نہیں ہے، اگر نمازیں پڑھنے کے باوجود، روزے رکھنے کے باوجود، قرآن پڑھنے کے باوجود کوئی برائی کا حکم دے رہا ہے، نیکی کے راستے سے روک رہا ہے تو اس کے اندر نفاق موجود ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نَارَ جَهَنَّمَ (التوبہ:68)

''جہنم کی آگ ہے۔''

کیا یقین آتا ہے؟ جس وقت کوئی برائی کا حکم دے کیا یہ آگ نظر آتی ہے؟ اس آگ کو اس وقت دیکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ شخص مجھے برائی کا حکم نہیں دے رہا، یہ تو مجھے آگ میں جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ مجھے convince کر رہا ہے کہ میں آگ میں چلا جاؤں۔ کتنی دوٹوک بات ہے رب کی!

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ (التوبہ:68)

''جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان کے لیے کافی ہے''۔

بس یہ انجام کافی ہے، یہ آگ ان کا علاج ہے۔ یہ آگ کے لیے بنے تھے۔ ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ رُک ہی نہیں رہے اس بات سے کہ اس کے لیے آگ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر پھٹکار بھیجی ہے۔ پھر بات یہاں بھی ختم نہیں ہوئی، فرمایا:

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (التوبہ:68)

''ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے''۔

ایسا کس وجہ سے ہے؟ اس لیے کہ یہ برائی کا حکم دیتے ہیں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ اگر میری والدہ یا میرے والد مجھے قرآن پڑھنے سے روکتے ہیں تو وہ نمازیں تو پڑھتے ہیں، ایسی بات تو نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرتے ہوں یا باقی نیکی کے کام نہ کرتے ہوں۔ آپ دیکھیں یہاں کسی اور چیز کو زیر بحث [under discussion] نہیں لایا گیا۔ اتنی بڑی بات ہے نیکی کے کام سے روکنا کہ اس کا صلہ کیا ہے؟ جہنم کی آگ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور ہمیشہ کا عذاب۔ کیا خود فریبی میں مبتلا نہیں ہیں؟ ہمیشہ خود کو edge دیتے ہیں کہ 'چلو کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ ٹھیک ہو ہی جائیں گے' جس کی وجہ سے کبھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کی کوشش نہیں ہوتی۔ اپنی اور دوسروں کی حیثیت کو خوب اچھی طرح پہچاننا چاہیے کہ اس کام کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے؟ اگر اسی وقت جان نکل جاتی ہے تو میرا یا میرے گھر والوں کا یا میری سوسائٹی کے افراد کا کیا انجام ہونے والا ہے؟ سورۃ التوبہ کی آیات میں اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (التوبہ:75-77)

”ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم خیرات کریں گے اور صالح بن کر رہیں گے مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند کر دیا تو وہ بخل پر اُتر آئے کہ اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پروا تک نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اِس بدعہدی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا جو اس کے حضور ان کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔“

انسان کیسے کھوٹا ہو جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے وعدے کرتا ہے کہ یا اللہ! اگر آپ نے مجھے رزق دیا، اگر آپ نے اپنا کرم کیا تو میں فلاں فلاں کام کروں گی / کروں گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ مہربانی کر دے تو انسان اس وعدے کو بھول جاتا ہے۔ ایک خاتون نے مجھ سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی ہے کہ یا اللہ! اگر تو مجھے دو کروڑ روپیہ دے دے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تو میں تیرے راستے میں لگا دوں گی۔ تیرے دربار میں فریاد کی ہے، تیرے پاس کس چیز کی کمی ہے؟

ایسے ہی ایک شخص تھا ثعلبہ۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے حق میں دُعا کر دیں، اللہ تعالیٰ میرے رزق میں وسعت دے دے۔ جب اللہ تعالیٰ مجھے رزق دے گا تو میں اس کی راہ میں بھی دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے دُعا کی اور اس کی بکریوں کی اتنی کثرت ہو گئی کہ اُسے مدینہ چھوڑ کر ارد گرد کی دیہاتی آبادیوں میں جا کر بسنا پڑا۔ شروع شروع میں باجماعت نماز چھوٹی، پھر پانچ وقت کی نماز بھی چھوٹ گئی۔ جمعہ نماز پر آیا کرتا تھا، پھر وہ بھی چھوٹ گئی۔ ایک سال گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ لینے کے لیے اس کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا تو اُس نے کہا کہ کمائیں ہم، یہ ہم پر اچھی چٹی ہے، جرمانہ ہے۔ ہم کیوں اپنا مال دیں؟ یہ ہماری محنت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ واپس پلٹا تو اسے خیال آیا کہ مجھے تو یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی دُعا سے ملا ہے کہیں واپس نہ چھن جائے۔ وہ روپے لے کر بھاگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ پیش کر دوں اور میرا مال بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اجر پانے کی دل میں کوئی خواہش نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں کیا۔ پھر وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا تو انہوں نے بھی قبول نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آیا تو بھی اس کا مال قبول نہیں کیا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ (ابن جریر، ابن کثیر: 375/2)

لٰہذا ہم نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدے کرتے ہیں وہ پورے کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدے پورے نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی دل میں نفاق بٹھا دیتے ہیں۔ پھر دل سخت ہو جاتے ہیں اور نیکی کی کوئی بات بھلی نہیں لگتی۔ سورۃ التوبہ ہی میں ربّ العزت نے فرمایا:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ:98)

”ان بدویوں میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو راہ خدا میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر زبردستی کی چٹی سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں زمانہ کی گردشوں کا انتظار کر رہے ہیں (کہ تم کسی چکر میں پھنسو تو وہ اپنی گردن سے اس نظام کی اطاعت کا قلادہ اتار پھینکیں جس میں تم نے انہیں کس دیا ہے) حالانکہ بدی کا چکر خود انہی پر مسلط ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ جب کبھی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے پکار دیتے تو مال خرچ کرنے کی بھی ترغیب دلاتے تھے۔ یہ بدویوں کو بہت برا لگتا تھا۔علم کی کمی تھی، ماحول نہیں ملا تھا، اپنے اپنے علاقے میں بیٹھے تھے اور اپنے اوپر جرمانہ سمجھتے تھے کہ پھر مال مانگ لیا۔اس لیے چاہتے تھے کہ مسلمان کسی چکر میں پھنسیں اور وہ اپنی گردن سے اس نظام کی اطاعت کا قلادہ اتار پھینکیں جس میں انہیں کس دیا گیا ہے۔

اب تک ہم نے یہ دیکھا کہ دل کے اندر اگر برائی ہو تو زبان سے نیکی اور اچھائی کا اظہار زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہتا۔ پھر انسان برائی کا حکم دینے لگتا ہے، نیکی سے روکنے لگتا ہے، اپنے ہاتھوں کو بند کرنا شروع کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا اپنا آپ بھلا دیتے ہیں۔ یہ نفاق ہے۔

نفاق کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ کی کچھ احادیث کو دیکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ (بخاری:2749)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔"

منافق کو جب بھی پہچاننا چاہیں ان نشانیوں سے پہچان سکتے ہیں۔ اُس کی باتوں سے جھوٹ کی بُو آتی ہے، وہ جھوٹ بہت بولتا ہے۔ جب اُس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ جس چیز پر انسان کا کوئی حق نہیں ہے، مالک کی مرضی کے بغیر اگر اس کی چیز استعمال کر لی تو یہ بھی خیانت ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی مال رکھوایا ہے یا کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے اور اس نے اس ذمہ داری کو احسن انداز میں ادا نہیں کیا یا مال کو اسی انداز میں واپس نہیں کیا تو یہ بھی خیانت ہے۔ اس حدیث سے منافق کی تین بنیادی خصوصیات پتہ چلتی ہیں: جھوٹ، امانت میں خیانت اور وعدہ خلافی۔ ذرا اس معیار پر اپنے آپ کو، پھر اپنے گھر والوں کو، پھر سوسائٹی کے لوگوں کو پرکھ کر دیکھیں۔ ان میں منافق کی کتنی نشانیاں نظر آتی ہیں؟

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ : اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : " اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا : اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ " (بخاری:34)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق میں سے ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو وفا نہ کرے اور جب اختلاف ہو تو جھگڑا کرے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے ہمیں ایک اور بات کا پتہ چلتا ہے کہ اختلافات میں جو جھگڑے پر اُتر آتا ہے اس میں نفاق کی خصوصیت موجود ہے اور یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ جس میں کوئی ایک خصوصیت ہے وہ اتنے درجے کا منافق ہے اور جس میں چاروں خصوصیات پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔

نفاق کیا ہے؟ کھوٹ۔ کیا کوئی کھوٹی چیز ہمیں پسند آتی ہے؟ ملاوٹ والی؟ ہم اپنے لیے کوئی چیز کھوٹی نہیں چاہتے۔ اگر ہمیں اس کے کھوٹ کا پتہ چل جائے تو ہم اس پر برا بھی بہت مناتے ہیں۔ بات اگر مادی اشیاء کی ہو مثلاً اگر آپ کو پتہ چلے کہ یہ دودھ ایسا ہے جس میں اتنے فیصد ملاوٹ ہے لیکن اس کا rate وہی ہے جو خالص دودھ کا ہے جبکہ خالص دودھ بھی میسر ہو اور پھر اگر یہ پتہ چلے کہ اس دودھ میں گندا پانی ملایا گیا ہے اور پھر اگر یہ پتہ چلے کہ اس میں یوریا کھاد ڈالی گئی ہے یعنی جب دودھ پھٹ جاتا ہے تو اس میں یوریا کھاد ڈال دی جاتی ہے اور پھٹا ہوا دودھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کیا انسان کا جی چاہتا ہے کہ وہ ایسی چیز خریدے جس کے بارے میں اسے پتہ لگ چکا ہے کہ یہ اسے نقصان دے گی؟ پھر کیا وہ اسے مول لینا چاہتا ہے؟

پھر آپ دیکھیں کہ جیسے انسان مال میں ملاوٹ برداشت نہیں کرتا، کیا اسی طرح محبتوں میں ملاوٹ برداشت ہوتی ہے؟ اگر آپ کو یہ پتہ چلے کہ کسی کے دل میں ہمارے خلاف برائی ہے اور وہ صرف زبان سے اچھائی کا اظہار کر رہا ہے اور ہمارے ساتھ صرف سامنے سامنے اچھا رویہ رکھ رہا ہے تو کیا ہمیں پسِ پردہ وہ ساری گندگی محسوس نہیں ہوتی؟ کیا اس گندگی کو ہمارا دل اچھا سمجھتا ہے؟ پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم کھوٹے ہوں اور اتنی عظمتوں والا ربّ ہمیں قبول کر لے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہر طرح کے کھوٹ سے بچا لے اور اللہ تعالیٰ ہمیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

توفیق دے کہ ہم نفاق کی ایک ایک علامت کو اپنے اندر سے ختم کر سکیں (آمین)۔ یہ ایک کوشش ہے، جہاد ہے کہ ہم اپنے اندر سے ان کو remove کریں۔ صرف سوچنے سے، تمنا کرنے سے خود بخود ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ یہ عملی کوششیں ہیں اور عملی کوشش سب سے پہلے علم کے توسط سے ہوتی ہے کہ جھوٹ کے بارے میں جانیں، اسی طرح وعدہ خلافی کے بارے میں، اس کے نقصانات کے بارے میں، پھر اسی طرح خیانت کے بارے میں تا کہ دل میں انکے لیے کراہت اور نفرت ہو۔ پھر ان کے طریقوں کے بارے میں جانیں جن کے توسط سے انہیں اپنے اندر سے کھرچ کھرچ کر نکال سکیں۔ اسی وجہ سے مکارمِ اخلاق پر بہت زیادہ وقت لگانے کی ضرورت ہے، محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سیکھنے کے لیے گنجائش تبھی بنے گی جب بدی اندر سے نکلے گی، جب گندگی اندر سے نکل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اپنے اندر سے برے اخلاق کو دور کرنے اور اچھے اخلاق پیدا کرنے کے لیے آسانی پیدا فرما دے۔ (آمین)

عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ مُحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ (صحیح بخاری:52)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے تھے، میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے اوران دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام)۔ پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بھی بچالیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا، اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے اور قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے)۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس زمین پر حرام کردہ چیزیں ہیں (پس ان سے بچو اور) سن لو! بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن درست ہوگا اور جہاں وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ خبردار رہو! وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

منافق کا دل خراب ہوتا ہے اور دل کیوں خراب ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ سے رُکتا نہیں ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے چھوڑنے کا حکم دیا اسے چھوڑ نہیں سکتا اور جس کو اپنانے کا حکم دیا اسے اپنا نہیں سکتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ : "اِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰٓؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ" (بخاری: 7179)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بدترین شخص دورُخا ہے۔ کسی کے سامنے اس کا ایک رخ ہوتا ہے اور دوسرے کے سامنے دوسرا رخ ہوتا ہے۔"

یعنی جو انسان اندر سے کھوٹا ہے، وہ سامنے تو اچھائی کا اظہار کرتا ہے لیکن اس کے پیچھے برائی کا اظہار کرتا ہے۔ دو چہروں والا، دورُخا انسان۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''یہ رسول اللہ ﷺ کے دور کے منافق اوس اور خزرج کے قبیلوں میں سے تھے اور یہودی بھی جو اِن کے طریقے پر تھے۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے نفاق کا ان آیتوں میں بیان ہے۔'' (تفسیر ابنِ کثیر)

یعنی ابتدائی طور پر یہ آیات ان کے نفاق کو مثال بنا کر اُتریں لیکن آئندہ آنے والے زمانوں کے لیے بھی عبرت کا سامان بن گئیں۔ ابن جریج اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''لا الــــہ الا اللہ کا اظہار کر کے وہ اپنی جان اور مال کا بچاؤ کرنا چاہتے ہیں، یہ کلمہ ان کے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوتا۔'' (تفسیر ابنِ کثیر)

یعنی لا الٰہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں بنائیں گے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی اطاعت کے لائق نہیں اور عملاً یہ ہوتا ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کو ہی معبود نہیں بناتے، اپنی خواہشِ نفس کو اور اپنے جیسے انسانوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔ جب لا الٰہ کی حقیقت دل کے اندر نہیں اترتی تو انسان ایسا ہو جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''منافقوں کی یہی حالت ہے کہ زبان پر کچھ، دل میں کچھ، عمل کچھ، عقیدہ کچھ، صبح کچھ اور شام کچھ، کشتی کی طرح جو ہوا کے جھونکے سے کبھی اِدھر ہو جاتی ہے اور کبھی اُدھر۔'' (تفسیر ابنِ کثیر)

آپ دیکھیں ہماری سوسائٹی میں یہ بات value بنا کر پیش کی جاتی ہے کہ:

چلو تم اُدھر کو جدھر کی ہوا ہو

یعنی دوسرے لفظوں میں یہی کہا جاتا ہے کہ خوب پکے منافق بن جاؤ۔

عَنْ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِىْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ اُبَيٍّ لِّاَصْحَابِهِ : لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهِ ،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ : لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَسَاَلَهُ ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ مَا فَعَلَ ، قَالُوْا : كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ ... مِمَّا قَالُوْا ... شِدَّةٌ ، حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقِيْ فِيْ : (اِذَاجَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ...) فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ ، وَقَوْلُهُ (خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ) قَالَ : كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ . (بخاری: 4903)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور لوگوں پر بڑی مصیبت کا وقت آیا۔عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال باہر کرے گا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر پوچھا۔اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بہت رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی۔پھر نبی ﷺ نے ان کو بلایا تا کہ ان کے لیے مغفرت کی دُعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لیے (یعنی انہیں مغفرت کی پرواہ ہی نہیں تھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ معافی ہو جائے)۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں، ان کے متعلق اسی لیے کہا گیا۔"

ہر دور میں ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی برائی کا علمبردار بن جاتا ہے اور عبداللہ بن اُبی کے بارے میں ذہن میں رکھیے گا کہ کلمہ اس نے پڑھ رکھا تھا، وہ مسلمانوں کے ساتھ ہی شامل رہتا تھا۔اُسی نے کہا تھا کہ ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ لوگ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں، یعنی یہ گروہ جو طاقتور ہو رہا ہے اس کی طاقت نہ بڑھے۔رسول اللہ ﷺ نے تو اسے بلایا کہ اس کے لیے مغفرت کی دُعا کریں لیکن اس نے منہ موڑ لیا، اسے مغفرت کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

اس روایت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں منافقوں کے دلی جذبات کیسے تھے؟ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا، غزوات میں بھی ساتھ جاتے تھے اور آپ ﷺ کی نظروں میں مقام بھی بنانا چاہتے تھے لیکن دل کے اندر 'لاالٰہ الا اللہ' کی حقیقت نہیں اُتری تھی۔اس وجہ سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے نظر آتے تھے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دو۔اصل میں وہ اسلام کی دعوت کے مخالف تھے، اسلام کے پھیلاؤ کے مخالف تھے اور جب انہوں نے اپنے تئیں یہ چالیں چلیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی چالیں کامیاب نہیں ہونے دیں۔قرآنِ پاک میں انتہائی خوبصورت انداز میں اسی بات کا اظہار کیا گیا:

يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِؤُا نُورَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُورَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (التوبه:32)

"یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی دعوت نہ کسی کے مال بند کرنے سے رُکتی ہے اور نہ آزمائشوں کی وجہ سے رُکتی ہے۔ سچا دین جب پھیلنا شروع ہوتا ہے تو دل کے اندر جگہ بنالیتا ہے۔ ایک انسان کے دل کے اندر بھی اگر 'لا الـــــہ الا اللہ' کی حقیقت کھل جاتی ہے تو اس سوسائٹی کے اندر کوئی ایسی آزمائش نہیں جو اس کا راستہ روک سکے۔ اس کے لیے پھر راستے بن جاتے ہیں اور دراصل ایک فرد کے لیے وہ راستہ نہیں بنتا، اسلام کے لیے راستہ بنتا ہے۔

ہر دور میں ایسے افراد ضرور موجود رہے ہیں جو اسلام کے لیے خرچ کیے جانے والے مال کو مفت کی چٹّی سمجھتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں کہ یہ فضول خرچی ہے، اسراف ہے۔ یعنی دین کے لیے خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک میز اگر کسی جگہ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے خرید لیا جائے تو ایسے افراد اتنی تنقید کرتے ہیں گویا ان کا سارا کاروبار ہی اس میز سے وابستہ تھا۔ کہتے ہیں: 'اتنا روپیہ یہاں ضائع کر دیا' چاہے اس کے خریدنے میں ان کا ذرا سا بھی share نہ ہو۔ پھر اتنا پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ لوگ آئندہ خرچ کرنے سے رک جائیں، کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتے ہیں جس سے disinformation پھیلتی رہے۔ کبھی ایک طرف کوئی بات کرتے ہیں کبھی دوسری طرف اور لوگوں کے دلوں میں جیسے viral diseases کا باعث بن جاتے ہیں۔ منافق دراصل مسلمانوں کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ ایمان اور اسلام کے خلاف ہو جاتے ہیں اور اس طرح ایمان کی، اسلام کی دعوت رُکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (8)

"اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔"

یہ لوگ باتیں کرتے ہیں، باتوں کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ سورۃ البقرہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی ایک اور آیت میں اس حقیقت کو اور زیادہ عمدہ انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ لا وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ (البقرہ:204)

"اور لوگوں میں سے کوئی ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو اچھی لگتی ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔"

یہ بڑی لچھے دار گفتگو کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک اور پہچان بتائی ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ط وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (البقرۃ:206)

"اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو عزت کا احساس اُسے گناہ پر جما دیتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

یہ کردار ہے منافق کا۔ اس کردار پر زیادہ تفصیل سے اگلی آیات میں بات چیت ہے۔ ربّ العزت فرماتے ہیں:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (9)

'وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔"

یہ لوگ خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں جھوٹ بول بول کے، چرب زبانی سے، لچھے دار گفتگو کر کے مقام دلوا دیا لیکن اللہ تعالیٰ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے کہ کوشش تو ان کی یہ ہے کہ ایمان والوں کو دھوکہ ہو جائے کہ یہ سچے مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے دیں لیکن اصل میں وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔

انسان جو بات زبان سے کہتا ہے وہ اس کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اس کا دل اندر سے جانتا ہے کہ یہ بات سچی نہیں ہے لیکن بار بار کہنے کی وجہ سے انسان اپنے بارے میں conscious نہیں رہتا کہ واقعی میں نے یہ غلطی کی تھی۔ پہلے جو گنہگاری کا احساس تھا وہ بتدریج ختم ہوتا جاتا ہے اور انسان اپنے آپ کو اچھا سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو اچھا سمجھنا شروع کر دے تو یہی تو دھوکہ ہے۔ آ گیا ناں فریب میں!

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

شکار تو کرنا چاہا تھا اہلِ ایمان کو اور خود شکار ہو گئے۔ خود گر گئے گندگی میں، برائی میں، غلط طریقۂ کار میں، بُرے اخلاق میں اور انسان بری طرح سے بداعمالیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ یہ کوشش ہی کامیاب ہو سکتی ہے۔ اہلِ ایمان کسی منافق کو سچا سمجھ سکتے ہیں لیکن اس کی وجہ سے وہ سچے ہو نہیں جاتے، اس کی وجہ سے انہیں اچھا نہیں مانا جا سکتا۔ قرآنِ حکیم میں اسی کا تذکرہ ایک اور جگہ پہ ہمیں ملتا ہے۔ ربّ العزت فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى
الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى لا يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا
قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ق صلے لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (النساء:142,143)

''یقیناً منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دھوکے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال رکھا ہے۔اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔محض لوگوں کو دکھانے کے لیے اُٹھتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔وہ دونوں کے بیچ میں ڈانواڈول رہتے ہیں، نہ پورے ان کے ساتھ ہوتے ہیں نہ پوری طرح اُن کا ساتھ دیتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے آپ اس کے لیے ہرگز راستہ نہیں پائیں گے۔"

یعنی نماز پڑھی بھی لیکن قبول نہیں ہوئی۔وقت بھی لگایا، تکلیف بھی اٹھائی لیکن چونکہ دل صاف نہیں تھا، پاک نہیں تھا، اللہ تعالیٰ کے لیے وہ عبادت خالص نہیں تھی لہٰذا قبول نہیں ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے پہچان بتائی ہے کہ لوگوں کو دِکھانے کے لیے اٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔یہی گمراہی ہے جس سے بچنے کے لیے ہم سورۃ الفاتحہ میں دُعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن سے سیدھے راستے کی پہچان چھین لی، یہ خود چل رہے تھے لیکن اپنے آپ کو خود فریبی میں مبتلا کرتے گئے۔اب عقل پر اتنے دبیز پردے پڑ گئے ہیں کہ انہیں نیکی، بھلائی اور اچھائی دکھائی ہی نہیں دیتی۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا:

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ

(التوبہ:54)

"اور وہ اپنے دیئے ہوئے مال کی قبولیت سے اس کے سوا کسی اور وجہ سے محروم نہیں ہوئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور وہ نماز کے لیے نہیں آتے مگر مارے باندھے اور ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔"

یہ لوگ زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کفر کیا ہے۔یہ دل میں خیر نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔یہ بیمار دل ہے۔دل درست نہیں ہے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صالح نہیں ہے۔اسی چیز کا تذکرہ ہمیں اگلی آیت میں ملتا ہے۔فرمایا:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ (10)

''ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یہ بیماری کس چیز کی ہے؟ زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہاں دینی بیماری مراد ہے نہ کہ جسمانی۔انہیں اسلام میں شک کی بیماری ہے اور ان کی ناپاکی میں اللہ تعالیٰ نے اور اضافہ کر دیا۔'' (تفسیر ابن کثیر)

منافق کی سب سے بڑی پہچان کیا ہے؟ شک۔آپ نے کبھی یہ فقرہ سنا؟ 'دین کے احکامات کے بارے میں کوئی ایک بات کہتا ہے کوئی دوسری، ہمیں تو سمجھ ہی نہیں آتی کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟' یہ ہے شک اور اس شک کی وجہ سے لوگ ایک اسلام کی کوئی بات نہیں مانتے، اس کے سوا ہر بات قبول کر لیتے ہیں۔کل بھی ایسا تھا اور آج بھی ایسا ہی ہے۔ یہ شک کی بیماری ہے اور شک اس بات پر ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ماننے میں ہمارے لیے کوئی بھلائی ہو سکتی ہے؟ بھلائی میں شک ہے۔اسے اپنے لیے بہتر خیال نہیں کرتے۔ یوں محسوس کرتے ہیں کہ اس پہ عمل کرنے سے ہمارا نقصان ہی ہوگا، فائدہ نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض منافقوں کو اچھی طرح جانتے تھے لیکن اختیار رکھنے کے باوجود قتل نہ کرنے کی وجہ وہی ہے جو بخاری و مسلم کی روایت میں سامنے آتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں میں یہ چرچے ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ منافق بھی مسلمانوں کے ساتھی ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو سچا مسلمان ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں حالانکہ سچائی ان کے اندر نہیں ہوتی۔ یہ شک کی، نفاق کی بیماری ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ج

"اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ بڑھا دیا"۔

آہستہ آہستہ یہ شک بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ کوئی چیز بھی درست نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (10)

"ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے"۔

جھوٹ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے شک کو بڑھا دیا، ان کے اندر کھوٹ کو اور زیادہ بڑھا دیا۔

نفاق کی خصوصیات کے حوالے سے ہم نے دیکھا کہ ایسے لوگوں کو مومن تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، یوم آخرت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ بے سبب انکار نہیں کرتے، اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ مثلاً ایک تو یہ کہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے، ان کے پاس سچا علم نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ ایسا بگاڑ پیدا کرتے ہیں جس کا انہیں شعور نہیں ہوتا۔ خود تو خراب ہوتے ہی ہیں دوسروں کو بھی خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی دوستی اہلِ ایمان سے نہیں، کفر کے علمبرداروں سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سرکشی میں انہیں مہلت دیتا ہے تاکہ یہ پکے اور خالص منافق بن جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی بجائے ہمیشہ گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور اس وجہ سے حق سے اور دور نکل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی اور بے شعوری کی وجہ سے انہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اوراس طرح یہ اپنی سرکشی میں اپنی انتہا تک جا پہنچتے ہیں۔

منافق کے بارے میں جب یہ پتہ چل گیا کہ وہ جھوٹا ہے، عہد شکن ہے، خیانت کار ہے، جھگڑالو ہے اوراب صورتحال یہ ہے کہ سوسائٹی میں ایک طرف ایسے لوگ بھی موجود ہیں جوزبان سے ایمان کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور سچے اہلِ ایمان بھی موجود ہیں تو ایک مومن کو کیا کرنا چاہیئے؟ کن لوگوں سے اپنے روابط اور تعلقات مضبوط رکھنے چاہئیں؟ اور کہاں اسے دوستی کا تعلق نہیں رکھنا چاہیئے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ رشتہ داری بنیاد نہیں ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے تعلقات کے لیے رشتہ داری کو بنیاد نہیں بنایا۔ رشتہ داروں کی تو خدمت کرنی ہے، اپنی طرف سے رشتہ داری کو جوڑنے کی کوشش کرنی ہے لیکن رشتہ داروں کو اگر نفاق کی بیماری لاحق ہے تو اس بیماری کو تو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے لیکن ان کے ساتھ دلی تعلقات نہیں رکھنے ورنہ خود بھی اس مرض میں مبتلا ہو جائیں گے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سورۃ التوبہ میں یہ حکم دیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (التوبہ:73)

”(اے نبی ﷺ!) کفار اور منافقین کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ آخرِ کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔“

کافروں کے ساتھ سختی کا معاملہ ہو تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ جو زبان سے اقرار کر رہا ہو اس کے ساتھ کیسے سختی کا معاملہ کیا جا سکتا ہے؟ مدینے کی سوسائٹی سے اس کی مثال لیتے ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن اُبی نے ایک غزوے سے واپسی پر کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو ضرور باہر نکال دے گا۔ اُس کا اشارہ رسول اللہ ﷺ اور اُن کے ساتھیوں کی جانب تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچ گئے، عبداللہ بن اُبی داخل ہونے لگا تو اس کا بیٹا عبداللہ کھڑا ہو گیا کہ میں آپ کو اس وقت تک داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک کہ عزت والا اجازت نہ دے دے۔ سگا باپ ہے اور باپ کی تو عزت و احترام، اطاعت اور خدمت کا اسلام حکم دیتا ہے لیکن اگر باپ کے اندر نفاق کی خصوصیات موجود ہیں تو بیٹا بھی اس کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ آخری دور تھا جب رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا گیا کہ آپ منافقین اور کفار کے ساتھ ایک جیسی سختی کا مظاہرہ کریں اور اس کی وجہ بتائی کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (9) فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (10)

''وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ اُن کے دلوں میں ایک بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بیماری کو زیادہ کر دیا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔''

یہاں ہم دو باتیں دیکھیں گے۔ منافق اہلِ ایمان کے ساتھ دھوکہ بازی کیسے کرتے تھے؟ اور اپنے آپ کو دھوکہ میں کیسے مبتلا کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ جو بات کہی ہے:

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (10)

''وہ جھوٹ بولتے تھے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہی جھوٹ ہے جس سے وہ دھوکہ دیتے تھے۔ یہ دھوکہ کس نوعیت کا ہے؟ منافق کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر اپنے آپ کو دیندار ثابت کرتا رہتا ہے حالانکہ اس کی حقیقی ہمدردیاں دنیاوی مفادات کے ساتھ ہوتی ہیں۔ دراصل وہ دنیا پرست، خواہش پرست، مال پرست انسان ہوتا ہے، لہٰذا جب ایک طرف وہ مالی مفادات کو پیشِ نظر رکھتا ہے اور دوسری طرف اہلِ ایمان کے سامنے اپنے آپ کو سچا ثابت کروانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس طرح وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دنیا بھی محفوظ ہوگئی مثلاً مال بچ گیا اور دوسری طرف یہ کہ اس کا اسلام بھی محفوظ رہا، اس کو دینداری کا سٹوفکیٹ بھی ملا ہوا ہے۔

مثلاً ایک انسان دنیا کی زندگی میں اپنا وقت، مال، صلاحیتیں، اپنا سب کچھ دنیا کے لیے لگا تا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی نیکی کی مجلس بھی منعقد کروالیتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں خوب واہ واہ ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے کہا: 'کیا بات ہے! بڑے اللہ والے لوگ ہیں، ان کے ہاں نیکی کی مجلسیں ہوتی ہیں، ہزاروں لوگوں کے لیے وہ کھانے کا اہتمام کرتے ہیں، اللہ کے لیے اتنی دولت لٹاتے ہیں۔' گویا ایک مجلس منعقد کر کے پورا سال اپنی گمراہیوں اور بداعمالیوں کے لیے سٹوفکیٹ لے لیتے ہیں۔ اس طرح دینداری کا بھرم بھی قائم ہے اور دنیا میں اپنی مرضی کرنے کے مواقع بھی ملے ہوئے ہیں۔

کیسی عجیب خودفریبیاں ہیں کہ ایک انسان پانچوں نمازیں تو باجماعت پڑھے، تسبیح بھی کرتا رہے، ذکر بھی کرتا رہے اور سود بھی کھاتا رہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا یہ دو چہرے نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے سود سے رکنے کا حکم نہیں دے رکھا؟ اسی طرح ایک انسان ظاہری طور پر دینداری کی ساری شرائط پوری کرتا ہو یعنی اگر مرد ہے تو داڑھی کے ذریعے سے اپنے آپ کو دین دار کہلوائے، داڑھی تو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، بہت بڑی بات ہے اور خاتون ہے تو حجاب کے ذریعے سے لوگوں میں دین داری کا سٹوفکیٹ لے لے لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی عملی زندگی میں ہر وہ کام کر جائے جس سے اللہ تعالیٰ نے روک رکھا ہے اور پھر کہے کہ 'کیا کریں؟ یہ سب کچھ تو کرنا پڑتا ہے'۔بہت سے ایسے لوگوں کو دنیا میں دیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ نیکی کی مجالس میں ہوں تو خوب سر ڈھانپ کر بیٹھے ہوں گے اور اگر کسی دوسری public place پہ چلے جائیں تو لگے گا کہ کبھی ان سے نیکی چھو کر بھی نہیں گزری اور سمجھتے ہیں کہ نیکی کی مجلس میں اپنے آپ کو ڈھانپ لینے سے دین داری کا سٹوفکیٹ مل گیا۔یہی خود فریبی ہے کہ ایک انسان یہ سمجھے کہ میں نے دو طرفہ معاملات سیدھے رکھے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو دل کا حال جانتا ہے۔نافرمانی تو ربّ کی ہے،کھوٹ تو ربّ کے لیے ہے۔ دینداری کا سٹوفکیٹ انسانوں سے تھوڑی لینا ہے؟وہ تو ربّ سے لینا ہے۔اگر ربّ کے ہاں نیکی کے طور پر وہ عمل قبول ہی نہیں ہو رہا تو یہ خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟

اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں نیک کام کرنے کے بعض اوقات یہ مقاصد ہوتے ہیں کہ لوگ سخی سمجھتے رہیں، دیالو سمجھتے رہیں کہ فلاں بڑا صدقہ کرنے والا ہے اور یوں لوگوں میں عزت کا مقام مل جائے اور پھر اپنی مرضی کے کام ہوتے رہیں۔مثال کے طور پر کبھی بہت حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف لوگ دین دار بھی ہوتے ہیں اور دوسری طرف بے حیائی کے علمبردار بھی۔ایک طرف اسلامی روایات کی پاسداری بھی بہت ہو رہی ہے یعنی نمازیں بھی اور اسلامی روایات کی پابندی بھی اور دوسری طرف بے حیائی کی advertisement بھی خوب کی جا رہی ہے۔مثال کے طور پر اپنا product اگر بیچنا ہے تو اس کے لیے فحش اشتہار بازی کو جائز بھی قرار دیتے ہیں اور ضروری بھی کہ اس کے بغیر ہمارے پاس اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔کیسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک انسان نے شلوار تو اونچی کر کے پہن رکھی ہو، داڑھی بھی رکھی ہوئی ہو لیکن ساتھ ساتھ ماڈلز کی تصویریں بھی دکھا رہا ہو کہ آپ اگر ہمارے پاس کوئی کپڑا خریدنے کے لیے آئے ہیں تو یہ آپ پر ایسا لگے گا اور ساتھ میں یہ بھی کہا جائے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب اس کے علاوہ کوئی حل ہی نہیں، خواتین تو اسی وقت راضی ہو سکتی ہیں جب کوئی خاتون انہیں وہ کپڑے پہنے ہوئے نظر آئے گی۔ پھر خواتین بھی وہ تصاویر دیکھتی ہیں اور مرد بھی۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ shops کے باہر اور shopping plazas میں خواتین کی بڑی بڑی ایسی بے ہودہ تصویریں لگا دی جاتی ہیں جن کی وجہ سے ہر کسی کی نظر اور دل گندا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کو کاروبار کہا جاتا ہے اور مسجد میں جا کے نماز پڑھنے کو دینداری کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے جواز کے لیے کہا یہ جاتا ہے کہ دیکھیں ہم تو اپنے سارے کام پورے کر رہے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں، باجماعت نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور نیکی کے کام بھی کر رہے ہیں۔ یہ تو ہمارا بزنس ہے۔

ایک دفعہ ٹی وی کے کسی چینل پہ fronteir سے تعلق رکھنے والے کسی قبائلی سردار کا انٹرویو دکھایا جا رہا تھا۔ بی بی سی کے نمائندے نے ان سے کہا کہ آپ انسانوں کی ہلاکت کے لیے یہ بوٹی نہ اُگایا کریں۔ آپ بھنگ کی کاشت کرتے ہیں جس کی وجہ سے سارا نشے کا سلسلہ چلتا ہے۔ آپ نیک لوگ ہیں، نیکی کے علمبردار ہیں، دیندار ہیں، یہ کام ساتھ ساتھ کیوں کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو! وہ ہماری دینداری ہے اور یہ ہمارا کاروبار ہے، دینداری اور کاروبار ایک نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿9﴾

”وہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔“

منافق کی جو خصوصیت یہاں سامنے آئی وہ ناسمجھی ہے یعنی شعور کا نہ ہونا، کم فہمی۔ علم کی کمی کی وجہ سے شعور میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ پھر انسان اپنا اچھا برا نہیں پہچان سکتا اور اللہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اسی وجہ سے ابلاغ کا حکم دیا ہے کہ جو آپ کے پاس پہنچا ہے، اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ بعض اوقات لوگ واقعی اسی کو سچ سمجھ کر اس life style کو سینے سے لگا کے جی رہے ہوتے ہیں لیکن ان کو سچائی کی دعوت دی جائے اور ان کے دل کے اندر خیر ہو تو اسے قبول بھی کر لیتے ہیں۔ اس لیے نیکی کی دعوت دینا بہت ضروری ہے۔

جب کبھی نیکی کی دعوت دی جاتی ہے ایک دم سے تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ لوگ advertisements کے بارے میں بھی conscious ہو جاتے ہیں۔ اگر ہر ایک کسی شاپنگ پلازہ یا کسی shop پہ جانے والا ہر فرد اگر یہ اعتراض کرنا شروع کر دے کہ ہم وہ چیز نہیں لیں گے جس کا display آپ نے اتنی بے حیائی سے دے رکھا ہے، یقین کریں سب چیزیں وہاں سے اُٹھ جائیں گی۔ یہ آزما کر دیکھ لیجیے۔ جن لوگوں کو اپنا کاروبار عزیز ہوتا ہے وہ اس کے لیے بے حیائی کرنے کو بے حیائی ہی نہیں سمجھتے۔ اگر ان کو اپنا کاروبار بچتا ہوا نظر نہ آئے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں چھوڑتے لیکن کاروبار کے لیے ضرور چھوڑ دیتے ہیں۔

بعض اوقات تو انسان ظاہری طور پر خوف کی وجہ سے ایسے رویے چھوڑ دیتا ہے لیکن بعض اوقات کسی کے دل کے اندر وہ بات گھر کر جاتی ہے اور لوگ نیکی کے راستے پہ آ جاتے ہیں اس لیے کہنا نہیں چھوڑنا انشاء اللہ اور ماحول کو بدلنے کے لیے اپنا کردار ضرور ادا کرنا ہے۔ یہ کتنا چھوٹا سا کام ہے کہ آپ جہاں کہیں شاپنگ کرنے گئے ہیں، اپنی ایک رائے ضرور دے کر آئیں کہ یہ جو آپ نے کام کیا ہے یہ نہ آپ کی دنیا کو چھوڑے گا نہ آخرت کو، آخرت تو برباد ہو گی ہی دنیا بھی برباد ہو جائے گی۔ یہ کام آپ کے اسلام کو زیب نہیں دیتا۔ آٹھ دس افراد یہ بات کہہ دیں تو اگلا فرد ضرور کچھ نہ کچھ سوچنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سوسائٹی کا سب سے بڑا fault یہ ہے کہ کوئی کہتا نہیں ہے اور لوگوں کو گنجائش ملی ہوئی ہے۔ کہنا شروع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر دیں، یہی ربّ چاہتا ہے، کہیں تا کہ ماحول کے اندر تبدیلی آئے۔

بات ہو رہی تھی خود فریبی کی۔ خود فریبی یہ کہ ظاہری طور پر نیک اعمال کی وجہ سے ہمارا دین بھی محفوظ ہے اور ہماری دنیا بھی۔ اگر کوئی یہ خود فریبی توڑنے میں کامیاب ہو جائے، کسی کو realize کروا دیا جائے، کسی کو یہ سمجھا دیا جائے کہ یہ دو کام اکٹھے نہیں چل سکتے تو ممکن ہے شروع میں کوئی resist کرے لیکن اگر اس دھوکے کی سمجھ آ جائے تو لوگ نفاق چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک چیز ہمیشہ دل کے اندر کھٹکتی ہے کہ ایک انسان جب اسلام قبول کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے اس میں بھلائی نظر آتی ہے تو قبول کرتا ہے۔ ایمان کے راستے پر چلتے ہوئے یہ ایمان سے نفاق کا سفر کیسے شروع ہو جاتا ہے؟ یہ آج کی بات نہیں، ہر دور میں، پہلے ادوار میں بھی اور آئندہ بھی بات یہی رہے گی۔ انسان جب دنیا سے محبت کرتا ہے تو اس کہ وجہ سے دل میلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مال میل لے کر ہی آتا ہے، تھوڑا ہو یا بہت۔ مال کی وجہ سے دل میلا ہو جاتا ہے اور انسان آخرت کے بارے میں serious نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور یوں وہ ایمان سے نفاق کے راستے پر چلا آتا ہے۔ یہ ایسا interchange ہے جس پر موڑ مڑتے ہوئے پتہ ہی نہیں لگتا کہ کب انسان موٹروے سے یا شاہراہ سے کسی side road پہ آ گیا اور آہستہ آہستہ انسان اسلام کے دائرے سے بالکل باہر نکل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دردناک عذاب کی سزا مقرر کی ہے۔ کافر کے لیے عذابِ عظیم اور منافق کے لیے عذابِ الیم یعنی منافق بڑا مجرم ہے۔ حقیقت کو سمجھنے کے باوجود، چاہے تھوڑی سمجھ ہو، جان بوجھ کر کھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذابِ الیم کا وعدہ ہے۔ پھر فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ لا قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (11)

''اور جب اُن سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔''

بات توجہ طلب ہے۔ انسانوں سے ربّ کو سب سے بڑی توقع یہ ہے کہ وہ زمین میں اصلاح کا کام کریں۔ خود بھی ٹھیک رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راستے کی طرف بلائیں۔ انسان گمراہ [detrack] ہوتے ہیں تو بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔

مجھے ذاتی طور پر محسوس ہوتا ہے کہ یہی بات سمجھ نہیں آتی کہ انسان زمین پر فساد کیسے برپا کرتے ہیں؟ فساد کیا ہے؟ بگاڑ۔ انگریزی میں اس کے لیے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً corruption۔ کوئی چیز کب corrupt ہوتی ہے؟ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اگر اس لفظ کے اصل معنی کو دیکھیں تو جب وہ decompose ہوتی ہے، جب وہ decay ہوتی ہے۔ جب کوئی چیز اپنی اصل سے ہٹ جائے تو بگڑ جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے لیے تیسرا لفظ استعمال ہوتا ہے deterioration۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ گل سڑ جانا۔

Decomposition کیا ہے؟ مثال کے طور پر پانی [H_2O] ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنا ہے۔ اس کے decompose ہونے سے ہائیڈروجن الگ ہوگئی اور آکسیجن الگ۔ ہم کہتے ہیں کہ decomposition سے کوئی نہ کوئی product تو سامنے آ گیا۔ پانی اگر اپنی اصلی حالت میں برقرار نہیں رہا تو اس کی وجہ سے شاید نقصان نہیں ہوا لیکن دیکھا جائے تو نقصان ہے۔ پانی پینے والا پانی استعمال کرنا چاہتا ہے، اب ایک طرف آکسیجن ہے اور دوسری طرف ہائیڈروجن لیکن پانی نہیں ہے۔ اس کا اصل مقصد جس کے لیے اسے وجود ملا تھا وہ ختم ہوگیا۔ جب تک ہر چیز کا مقصدِ وجود پورا ہوتا رہے تو اصلاح رہتی ہے، اسی وقت تک وہ چیز درست ہے اور اگر اس کا مقصدِ وجود پورا نہ ہو تو وہ چیز بگڑ گئی، وہ کام کی نہیں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رہی۔ دیکھئے تو سوسائٹی میں کیسے decomposition ہوگئی! کس طرح رشتے کٹ گئے! تعلقات بگڑ گئے! قرآنِ حکیم میں آتا ہے:

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (البقرہ:27)

''وہ اس رشتے کو کاٹ ڈالتے ہیں جس کو جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔''

رشتوں کو کاٹنا فساد فی الارض ہے۔ بندے اور ربّ کا رشتہ۔ کیا سوسائٹی میں کوئی ایسا ہے جو بندے اور ربّ کا رشتہ کاٹتا ہو؟ جی ہاں! سارے ہی یہ رشتہ کاٹنے میں مصروف ہیں۔ بندے اور ربّ کا رشتہ اگر آج کسی وجہ سے برقرار ہے تو صرف کلامِ ربی کی وجہ سے اور لوگ اس کلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بندے اور ربّ کا رشتہ جوڑا۔ ان کا رشتہ بھی کاٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ جانتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے رشتہ کیسے کٹا ہے؟ اتنی محبت کا رشتہ ہے لیکن اتباع کا رشتہ کاٹ دیا۔ لوگ ان کی پیروی نہیں کرنا چاہتے، نہ کرنے دینا چاہتے ہیں۔

جب بندے اور ربّ کا رشتہ کٹا، انسان ربّ کے نہیں رہے تو مادیت پرست ہوگئے۔ مادہ زندگی کی پہلی قدر بن گیا۔ آج کی دنیا میں لوگ کیوں جیتے ہیں؟ مال کے لیے۔ اولاد پیدا ہوتی ہے تو ان کو بھی مال پیدا کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ان کو تعلیم دلاتے ہیں تو مال پیدا کرنے کے لیے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ مال تو انسان کی سہولت کے لیے ہے لیکن اب ایسا نہیں رہا، انسان مال کے لیے وقف ہوگیا، انسان اس دنیا کے لیے وقف ہوگیا۔ جہاں دنیا کی محبت ہوگی اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں بس سکتی لہٰذا بگاڑ پیدا ہوگیا۔ اس دل نے صحیح رہنا تھا تو سارے کام سیدھے رہنے تھے لیکن بگاڑ آگیا، فساد پیدا ہوگیا، رشتہ بگڑ گیا۔ کسی چیز کو اس کے درست مقام پر رکھنا اس کا حق ہے اور اگر وہاں نہ رکھا جائے تو یہ ظلم ہے اور ظلم بگاڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑا درجہ دینا تھا اور دنیا اور مال کو سب سے بڑا درجہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دے دیا۔ پھر دیکھئے تو بگاڑ باقی رشتوں میں بھی آیا، باقی رشتے بھی کٹ گئے مثلاً والدین اور اولاد کا رشتہ کیسے کٹ گیا؟

ے کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی
دانستہ ہم نے تجھ کو ستم گر بنا دیا

آج اولاد تو والدین کیجا کم بن گئی ہے اور جوان ہوتی ہے تو والدین کو کچھ نہیں سمجھتی۔ نہ ان سے محبت ہے، نہ ان کا کوئی احساس ہے، نہ ان کی خدمت کا کوئی جذبہ ہے۔ اولاد ساری عمر تمنا کرتی ہے کہ ماں باپ خدمت ہی کرتے رہیں۔ رشتہ decompose ہو گیا رشتہ، بگڑ گیا، وہ صورت برقرار نہیں رہی کہ حق تو تھا والدین کا اور کس نے لے لیا؟ اولاد نے۔

اسی طرح دیکھیں تو شوہر بیوی کے رشتے میں کتنی دراڑ آ گئی! شوہر اپنے آپ کو کس مقام پر رکھتا ہے؟ کہاں اسے رکھنا چاہئے؟ مختلف صورتیں ہیں اس سوسائٹی میں، کہیں شوہر کو خدا بنا لیا گیا ہے اور کہیں شوہر اپنے مقام کو بالکل بھول کر بیوی کو خدا بنا بیٹھا ہے۔ آج کا دور فرق ہو گیا۔ پھر اس رشتے میں دوسرے رشتوں کو کیسے بھلا دیا گیا! ماں بھول گئی، اس کا حق بھول گیا، والدین کے علاوہ باقی سارے رشتہ دار کٹ گئے۔ بس ایک ہی رشتہ سامنے ہے اور بعد میں وہ رشتہ بھی قائم نہیں رہتا، اس کا بھی وہ حسن نہیں رہتا۔ بیوی نے گھر سنبھالنا تھا اور شوہر نے کمائی کے لیے باہر جانا تھا لیکن اب عورت کو ایک پیسہ کمانے والی مشین سمجھ لیا گیا۔

آج رشتوں میں یہ چیز بھی دَر آئی ہے کہ بچی اچھی ایجوکیشن حاصل کرنے کے بعد جاب بھی کرتی ہو۔ جب وہ بچی بیوی بنتی ہے، پھر ماں بنتی ہے تو اس کے اگلے رشتے کٹ جاتے ہیں۔ ایک عورت کی کتنی زیادہ حق تلفی ہے، استحصال ہے کہ وہ ماں بھی بنے، بیوی بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنے، خدمت گزار بھی ہو اور مال بھی کما کر لائے۔ اتنے کام کرنے کے بعد پھر اس سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کا موڈ بھی ٹھیک رہے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ سوسائٹی میں مرد بے روزگار ہوتے چلے گئے اور خواتین کو ملازمتیں ملنا شروع ہو گئیں۔ باپ خود اپنی بیٹیوں کو offices میں لے کر جاتے ہیں، شوہر اپنی بیویوں کو، بھائی اپنی بہنوں کو۔ ایک پاکباز لڑکی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، اس کو ہوس ناک نظروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے صرف چند سکوں کے عوض۔ نظام بگڑ گیا ناں! انہی عورتوں کی گودوں سے تو محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور ابوبکر جیسے افراد نے پیدا ہونا تھا۔ بگڑ گیا ناں نظام! اب کیسے بچے پیدا ہو رہے ہیں؟

؎ نہ زندگی ، نہ محبت ، نہ معرفت ، نہ نگاہ

جنہیں زندگی کے مقصد کا شعور ہی نہیں ہے۔

بگاڑ کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ ایک انسان کا جسم بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے لیکن ایک cell کا نظام بگڑتا ہے تو وہ ارد گرد والے سارے cells کو خراب کر دیتا ہے۔ پھر cell تو موجود رہتے ہیں لیکن گل سڑ جاتے ہیں اور انسان موت کے منہ میں جا پہنچتا ہے۔ ایسے ہی سوسائٹی میں افراد تو موجود ہیں لیکن جس مقصد کے لیے انسان پیدا ہوا، جب وہ مقصد انسان بھولتا ہے تو ہر چیز گل سڑ جاتی ہے۔ آج دیکھ لیجئے! حیا کی جگہ بے حیائی ہے۔ رشتوں کی تمیز اٹھ گئی۔ یہ سوسائٹی کس برے طریقے سے ٹوٹ رہی ہے، تباہ و برباد ہو رہی ہے! باپ اور بیٹی کا رشتہ متاثر ہے، بھائی بہن کا رشتہ متاثر ہے۔ حیا اٹھی تو نتیجہ یہ نکلا کہ بے حیائی کے پروگرامز دیکھتے دیکھتے رشتوں کی تمیز ہی ختم ہو گئی۔ کسی کو اس بات کا احساس نہیں رہ گیا کہ ہماری بچی، ہماری بہن، ہماری بیوی کا وجود قیمتی اور قابلِ احترام ہے۔ اس کو غیروں کی نگاہوں کا نشانہ نہیں بننا چاہیے۔ خود آگے بڑھ بڑھ کے تمنا کرتے ہیں، پھر جب کوئی حرف آتا ہے تو پہلے تو لوگ اسے اپنے لیے بہت برا خیال کرتے تھے لیکن آہستہ آہستہ سوسائٹی سے یہ بات بھی ختم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوتی جارہی ہے۔لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ایسا تو ہونا ہی ہے۔مردوں کے ساتھ کام کرو گے تو یہ تو ہوگا ہی۔پھر ٹیلیفون کالز بھی آئیں گی،ان کے ساتھ گھومنے پھرنے بھی جانا پڑے گا،پھر باقی سلسلے بھی جاری ہوجائیں گے۔

پورا نظام کس برے طریقے سے بگڑا ہوا ہے! ہر جگہ فساد ہے، بگاڑ ہے۔مرد و عورت کے تعلقات میں بگاڑ ہے، لین دین میں بگاڑ ہے، رشوت خوری عام ہے، سود عام ہے، قیمتیں برے طریقے سے متاثر ہیں۔اتنی جلدی قیمتیں بدلتی ہیں کہ شاید اتنی جلدی اشیاء پیدا بھی نہیں ہوتیں۔کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔سوسائٹی میں distrust ہے، بداعتمادی ہے اور نوبت یہاں تک آگئی کہ خاندان جو سوسائٹی کا بنیادی ادارہ ہے ٹوٹ رہا ہے۔پہلے مغرب میں ایسا ہوتا تھا اور اب ہمارے ہاں بھی۔اس بنیادی رشتے کی حفاظت کے لیے سوسائٹی کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔بے شعور ہے ناں! اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا وحی کا علم چھوڑا تو صورتِ حال کہاں تک آن پہنچی! رشتہ جب کسی کے لیے قدر و قیمت کا حامل نہ ہو تو اس کو چھوڑنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔اگر ہم یہ دیکھیں کہ ایک مہینے میں خلع کے کتنے cases درج ہوتے ہیں؟ تو صرف لاہور میں ایک ہزار سے زائد۔ایک ماہ میں ایک ہزار گھرانے ایسے ہیں جن کی دیکھتے ہی دیکھتے ڈور کٹ جاتی ہے۔کتنے ہی بچے ماں باپ کی شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں! کتنے لوگوں کی سائیکی خراب ہوجاتی ہے! کتنی فیمیلیز متاثر ہوتی ہیں! جبکہ طلاقیں اس کے علاوہ ہیں۔آج ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہی ختم ہوگیا۔

جس سوسائٹی کو لوگ افضل کہتے ہیں ذرا اس کا نقشہ تو دیکھیں۔ایسے افراد نظر آتے ہیں مثلاً بچہ ہے تو اس کے ساتھ اس کی ماں اور نانی ہے۔جانتے ہیں ایسا کب ہوتا ہے؟ جب بچے کا باپ اس کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔جب باپ ذمہ داری قبول نہ کریں تو تباہی کس کی ہے؟ ہے تو پوری سوسائٹی کی لیکن سب سے زیادہ کون پکڑا ہوا ہے؟ عورت۔وہ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساری ذمہ داریوں کو نبھائے، کمائے بھی، بچے کی خدمت بھی کرے اور اگر وہ بچے سے fed up ہوتی ہے تو اُسے کہیں چھوڑ آئے، اس سے بھی آزاد ہو جائے۔

یہ کیسی تباہی ہے معاشرے کی کہ جہاں رشتوں کی تمیز اس حد تک اُٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ کا قائم کیا ہوا فطری نظام جس کے مطابق مرد اور عورت کے درمیان جو نکاح کا ایک رشتہ تھا وہ بھی تباہ ہو گیا۔ اب homosexuality کے علمبرداروں کو تو ہمارے تعلیمی اداروں کے اندر لا کر بٹھا دیا گیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اگر پوری دنیا کی رپورٹس دیکھیں تو انسان لرز اٹھتا ہے کہ یا اللہ! وہ کون سا خطہ، کون سا مقام ہو جہاں جا بسیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مقام تو یہی ہے لہٰذا اصلاح کرو۔

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ "زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔"

خود زمین میں فساد پیدا نہ کرو اور فساد کو دور کرنے کی کوششیں کرو۔ جہاں طلاقوں کا گراف اتنا بڑھ جائے، لوگ نکاح نہ کرنا چاہیں، نکاح کے بغیر اتنی بڑی عمر تک لڑکے لڑکیاں بیٹھے رہیں، اس سوسائٹی کی شرافت، اس کی عزت کی دھجیاں نہیں بکھریں گی تو اور کیا ہوگا؟ پھر وہاں بن ماں باپ کے بچوں کی ratio نہیں بڑھے گی تو اور کیا ہوگا؟ ذرا اس بچے کا تصور کریں جو دنیا میں وجود میں آتا ہے اور نہ اس کی اپنی ماں ہے، نہ خالہ، نہ نانی، نہ ماموں، نہ کوئی کزن، نہ باپ، نہ دادا دادی، نہ چچا پھوپھی، کوئی بھی نہیں۔ کٹ گئی ناں ڈور! کون کاٹ رہا ہے رشتوں کو؟ یہ تباہی نہیں ہے سوسائٹی کی؟

اس بگاڑ کے لیے کتنے ہی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں! مثلاً ٹی وی پر جتنے تفریحی [entertainment] پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ان کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ بظاہر تو تفریح کہ لوگ تھوڑی دیر کے لیے ہلکے پھلکے ہو جائیں، خوش ہو جائیں لیکن کتنا بڑا فریب ہے! کتنا بڑا دھوکہ ہے! تفریح کے اس موقع کو بے حیائی سکھانے کا موقع بنا دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے کوئی تفریحی پروگرام دیکھا ہو اور اس سے کوئی سبق لیا ہو؟ اس سے خدا پرستی سیکھی ہو؟ کاٹتے نہیں ہیں بندے اور ربّ کا رشتہ؟ پھر دیکھیے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ جو دیکھتے ہیں وہی کرنا شروع کر دیتے ہیں، کچی عمر کے افراد بھی اور بڑی عمر کے بھی۔ پھر ان کو کچھ بھی برا محسوس نہیں ہوتا اور یوں برائی پروان چڑھتی ہے۔

ذرا اپنے ملک کے اندر آتی ہوئی تبدیلی کو دیکھیں! نیٹ بیتیاں۔ نیٹ پہ ہونے والی دوستیوں کے اثرات۔ کیا کیا نتائج نکل رہے ہیں؟ کبھی یہ کہانیاں معاشرے میں کسی اور حوالے سے سامنے آتی تھیں لیکن اب ہوائی دوستیاں جاری ہیں۔ گھر والے بھی مطمئن ہیں کہ بچی اور بچہ مصروف ہیں، کمپیوٹر پہ بہت اہم کام ہو رہا ہے اور پوری یکسوئی [full concentration] کے ساتھ۔ واللہ! ایک بار بھی کسی ماں نے یہ کوشش کی ہو کہ میرا بچہ قرآن لے کر ایسے بیٹھ جائے، ایسے سیکھ لے لیکن نیٹ پہ بچہ مصروف ہے تو بہت اطمینان ہے اور اسی اطمینان میں بچے کا پورا ذہن خراب ہو جاتا ہے۔ رحم آتا ہے بچوں پر کہ اُن کے ذہن کس برے طریقے سے اغواء ہو رہے ہیں۔ اولادیں ہماری ہیں لیکن شیطان نے ان کو کس برے طریقے سے اغوا کر لیا! شیطان انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔

آج کی سوسائٹی کو جس زاویے [angle] سے بھی دیکھیں تباہی و بربادی کے راستے پر بری طرح بھاگتی چلی جا رہی ہے۔ اوپر سے نیچے تک کا سفر ہمیشہ آسان ہوتا ہے، لڑھکنا مشکل نہیں ہوتا، اوپر چڑھنا مشکل ہوتا ہے اور لڑھکنے والی ہر چیز جو بہت بلندی سے گرتی ہے تباہ ہو جاتی ہے۔ پھر زندگی، حیات برقرار نہیں رہتی اور شاید ہم بھی اُس زمین کو بحیثیت مجموعی چھونے والے ہیں کہ جب ہمارا وجود برقرار نہیں رہے گا۔ آج ہم اسی موڑ پر آن پہنچے ہیں کہ دنیا کے نقشے پر آج جس طرح ہم ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے ہیں، بہت دن نہیں رہیں گے۔ تباہ ہونے والے معاشروں کا یہی مقدر ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچے ہمارے ہوں لیکن زبان اپنی نہ بولیں، اپنے ربّ کو نہ جانیں، نہ ربّ کے آگے جھکنا جانیں، وہ اعمال انہیں برے لگیں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیے، ہر اس چیز سے محبت ہو جو ہماری دشمن قومیں کر رہی ہیں، ان کے دلی رابطے، دلی ناطے اُنہی سے جڑے ہوئے ہوں تو دیکھئے کہ ہماری نسلیں اس وقت کہاں جا رہی ہیں؟ آنے والی نسل سے اگر دیکھا جائے تو کوئی توقع ہی نہیں رہ گئی۔ ان کو سکولز کالجز میں پوری طرح سے capture کر لیا گیا ہے۔

ذرا اس سوسائٹی کا حال تو دیکھیں۔ فروری کے مہینے میں کبھی سِکھ ہو جاتے ہیں، کبھی بے حیائی کا دن منانا شروع کر دیتے ہیں، ویلنٹائن ڈے۔ جانتے ہیں یہ کس چیز کی علامت ہے؟ کہ اب ہمارے اندر کوئی حیا باقی نہیں ہے، حیا کے خاتمے کا اعلان ہے۔ حیا کو غباروں کی طرح اڑایا جاتا ہے اور اس دن کو جب باقاعدہ طور پر منایا جاتا ہے تو کس انداز میں! کچھ عرصہ پہلے اگر دیکھیں تو کیا صورتحال تھی؟ یہ دن ہماری سوسائٹی میں introduced نہیں تھا اور اب لگتا ہے کہ جیسے یہ یہیں سے introduced ہوا ہو۔ کوئی غیرت مند ماں باپ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی بیٹی کسی غیر لڑکے کے ساتھ اپنی عزت کا سودا کر بیٹھے، اس کے ساتھ وقت گزارے، اس کو اپنے دلی احساساتِ ہوس کا احساس دلائے، میں اس کو محبت تو نہیں کہہ سکتی اور پھر اس کو celebrate کرے۔ کوئی ماں یہ سوچتی ہے کہ آج ہمارے گھر یہ کارڈ اور پھول کہاں سے آگئے؟ یہ cakes اچانک کہاں سے آگئے؟ ویلنٹائن ڈے پر پورے لاہور سے پھول ختم ہو جاتے ہیں، ایک سٹک کہیں سے نہیں ملتی۔ کہاں جاتے ہیں یہ سب پھول؟ کیا یہ سب کچھ ہمیں کھلی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھنا چاہئے کہ سوسائٹی کس سمت میں جا رہی ہے؟ ہر ایک چیز کو سوسائٹی اس طرح قبول کرتی جا رہی ہے جیسے یہی ہمارا فرض ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کبھی انسان اپنی تہذیب، اپنی اقدار کو چھوڑ دیتا ہے تو ہوا سے بھی ہلکا ہو جاتا ہے۔ پھر جو اسے سوسائٹی میں نظر آتا ہے اسے قبول کرتا چلا جاتا ہے۔ سوسائٹی کے افراد ہر ایک کی بات کو قبول کر لیتے ہیں، اپنی اقدار [values] جو نہیں ہیں، اپنے قدموں تلے زمین جو نہیں ہے۔ وحی کے علم سے دُوری اور ربّ کی رہنمائی سے دُوری کی وجہ سے آج پوری سوسائٹی decay ہو چکی۔

ہم جس feild میں بھی دیکھیں بگاڑ ہی بگاڑ ہے اور یہ بگاڑ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا۔ عقیدے کا بگاڑ ہے، عبادات کا بگاڑ ہے، اخلاق کا بگاڑ ہے، تعلقات کا، رشتوں کا بگاڑ ہے، ہماری معاشرت بھی بگڑ گئی۔ معاشرے کے چار بنیادی ادارے ہوتے ہیں: خاندان، عبادت گاہ، تعلیمی ادارے اور سیاست۔ آج دیکھئے تو سکول کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ گھر کیا کردار ادا کر رہا ہے؟ گھر سے بھی ربّ کی شناخت نہیں ملتی، سکول اب پابندیوں کی وجہ سے اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتے، پہلے بھی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کی گئی تھی۔ مساجد میں فرقہ واریت ہے، اختلافات ہیں، ایسا ماحول ہے جہاں لوگوں کا دل لگنا ممکن ہی نہیں رہنے دیا گیا۔ مذہب کو، دین کو ایسے افراد lead کر رہے ہیں جن سے رابطہ رکھنا اور جن کے پیچھے چلنا قوم کے افراد پسند نہیں کرتے۔ ایسے افراد نے دین کو سیکھا اور دین کو لے کر چل رہے ہیں جن کی ذہنی صلاحیت، جن کا اخلاص اور جن کا اپنا عمل بالکل اس کے مطابق نہیں ہے۔ کچھ ظاہری پیمانے اختیار کر لینے سے یہ گزارا نہیں چل سکتا۔ آج دیکھئے مسجدیں بے آباد ہیں اور وہ سارے ادارے آباد ہیں جہاں شیطان کی پوجا ہوتی ہے، جہاں شیطان کی تلاوت ہوتی ہے۔ آج پوری سوسائٹی پر ابلیس کا قبضہ ہے۔ سوسائٹی جکڑی گئی، ذہن جکڑے گئے، ہمارے ادارے جکڑے گئے۔ ایسے لگتا ہے جیسے یہ جال توڑنا انتہائی مشکل ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ مشکل نہیں رہے گا۔ جب عزم کریں گے تو اللہ تعالیٰ راستہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (11)

"اور جب اُن سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ یقیناً ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔"

ایک مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔14 فروری کو گورنمنٹ نے 'یومِ عشق' قرار دیا ہے۔یہ news update سے رپورٹ ہے۔ریاست آخری ادارہ ہوتا ہے جس سے توقع ہوتی ہے کہ وہ بگڑے ہوئے معاشرے کو سنوارنے کے لیے کوئی کردار ادا کرے لیکن اگر ریاست خود تباہی کے لیے فیصلے کرنے شروع کر دے تو اس قوم کو ایک ہی ذات اُٹھا سکتی ہے،اُس کا تعلق اُٹھا سکتا ہے۔کچھ لوگ باطل کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانیاں پیدا کر دی جاتی ہیں۔لہٰذا آج کے دن یہ ضرور عزم کریں کہ سوسائٹی کو بگاڑ سے بچانے کے لیے اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کریں گے اور اس کے لیے کوئی مقام ایسا نہیں ہوگا جہاں ہم اپنے کردار کا تعین نہ کریں۔جس مقام پر بھی ہوں گے اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

منافق ہمیشہ یہی کہا کرتے ہیں:

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (11)

"ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔"

میرتھن ریس ہو تو کہیں گے کہ 'یہ صحت کے لیے ناگزیر ہے'۔گویا ربّ کو تو معلوم نہیں تھا (نعوذ باللہ) اور اب اربابِ اقتدار کو پتہ چل گیا۔پھر اگر دیکھیں تو شراب خانے open ہونے لگے ہیں۔یہی ملک تھا جہاں شراب کا نام تک نہیں لیا جا سکتا تھا۔آج اخبارات میں آتا ہے کہ لاہور میں بہترین شراب تیار کی جائے گی۔جس کو ربّ نے روکا،جس کو حرام قرار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیا،اس کے لیے آج ریاستی ادارے یہ کہہ رہے ہیں کہ اب بہترین شراب یہاں پر بنے گی۔مومن کوتو منع کیا گیا کہ جس دسترخوان پر شراب چنی جائے اس پر کھانا بھی نہیں کھانا اور ہم ایسی سوسائٹی میں کیسے سہولت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں جہاں ربّ کی حدوں کو توڑنے کے لیے اس بری طرح سے کوششیں کی جارہی ہیں!

ہمیشہ طریقۂ کار یہی ہوتا ہے کہ جب ایک طرف سے لوگ کوششیں کررہے ہوں تو دوسری طرف سے اور مضبوط کوششیں شروع کردی جائیں اور ایک فرد بھی اٹھ کھڑا ہوتو یہ اللہ تعالیٰ کا طریقۂ کار ہے،سنتُ اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اور افراد کو بھی لگا دیتے ہیں۔ پھر اور لوگ ملتے جاتے ہیں اور کارواں بنتا جاتا ہے،ایک تبدیلی ضرور آتی ہے۔اگر فرض کریں کہ ہماری کوششوں سے یہ معاشرہ نہ بھی بدلا تب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں تو سرخرو ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن معاشرے کو بدلنا،اس کے لیے کوشش کرنا ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (11)
أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ (12)

”اور جب اُن سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔خبردار! درحقیقت یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں مگر وہ نہیں سمجھتے۔“

اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ زبان کا دعویٰ قابلِ قبول نہیں ہے۔جو کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں،ان کے بارے میں یقین رکھو کہ وہی فسادی ہیں،وہی معاشرے کے نظام کو بگاڑ رہے ہیں لیکن اس کا انہیں شعور نہیں ہے۔یہ بے شعور لوگ ہیں۔نفاق کی بڑی خصوصیت ہے بے شعوری،ناسمجھی جو کم علمی اور وحی کے علم سے دُوری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ (13)

"اور جب اُن سے کہا گیا کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں آپ بھی اُسی طرح ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اُسی طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں؟ خبردار! بے وقوف تو درحقیقت یہی لوگ ہیں مگر وہ نہیں جانتے۔"

الفاظ توجہ طلب ہیں:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا

"اور جب اُن سے کہا گیا ایمان لاؤ۔"

ہیں تو یہ مومن، زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن جب کبھی انہیں سچے ایمان کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟

سچے ایمان والوں کو یہ بے وقوف کیوں سمجھتے ہیں؟ سچا مومن اپنے آپ کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے، ہمہ تن، اور جو لوگ فائدوں اور مصلحتوں کو اہمیت دیتے ہیں، ان کی وفاداریاں دنیا اور دنیا کے فائدوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ دین سے بھی ایک ظاہری تعلق قائم کر لیتے ہیں اور اسی کو اپنی عقل مندی سمجھتے ہیں اور ان کی اصل ہمدردیاں دنیا کے لوگوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اہلِ ایمان کو وہ اس لیے بے وقوف کہتے ہیں کہ وہ خواہ مخواہ حق کی خاطر، سچائی کی خاطر اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں۔

یہ بات آپ صرف ان افراد میں نہیں دیکھیں گے جو اللہ کے دین کی بالکل سمجھ نہیں رکھتے۔ تھوڑی بہت سمجھ اور کچھ تھوڑا بہت علم رکھنے والے بھی اسی طرح کا کردار ادا کرتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ایک ہی کام کرتے ہیں، ایک ایک کو بلا کر کہتے ہیں:

'تم پاگل ہو گئے ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'

'اچھے بھلے ٹھیک ٹھاک کام کر رہے تھے

اور اب سب کچھ چھوڑ کر بیٹھ گئے ہو'

دنیا بھی ہاتھ سے جا رہی ہے اور آخرت کا کس کو پتہ ہے؟'

'یہ لوگ تو ایسے ظالم ہیں ڈرا ڈرا کے انسان کا حال خراب کر دیتے ہیں'

آیتوں کے حوالے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کو بدل ڈالو'

'اب انسان کتنی قربانیاں دے سکتا ہے؟'

'گھر بیٹھ کے انسان کون سا نیک نہیں ہو سکتا؟'

'نیکی کی مجلسوں میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟'

'یہ نیا دین ہے! یہ نیا طریقہ ہے! پہلے تو اس طرح کے طریقے نہیں تھے'

اور کتنے ہی ایسے سلسلے! ایک ایک فرد اٹھتا ہے اور ایک ایک کو پکڑ پکڑ کر دین کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے اور ثابت کیا جاتا ہے کہ آپ نادان ہو جو دین کے راستے پر لانے والوں کی باتیں سن رہے ہو اور مان رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس بات 'کیا ہم ویسے ایمان لائیں جیسے بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟' کے گواب میں فرمایا:

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ (13)

''خبردار! بے وقوف تو در حقیقت یہی لوگ ہیں مگر وہ نہیں جانتے۔''

علم کی کمی کی وجہ سے یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔انہیں حقیقت کا احساس نہیں ہے۔ انہوں نے ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔انہیں یہ پتہ نہیں کہ سدا دنیا میں نہیں رہنا، چلے جانا ہے اور جانے کی تیاری کرنی ہے۔پھر فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا

''اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔''

ظاہری طور پر تو دینداری کا بھرم قائم رکھنا ہے اور اپنی ذات کی بہتری بھی چاہیئے۔ یہ لوگ ایمان والوں میں شامل نہیں ہوتے، رہتے الگ الگ ہیں لیکن جب کبھی ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو جنت میں داخلے کے لیے یہ شرط قرار دی ہے:

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:29,30)

''میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

اور منافق ایمان والوں سے کبھی کبھی ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ

''جب اپنے شیطانوں کے ساتھ اکیلے میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔''

شیطان کون ہیں؟ برائی کے سردار۔ یعنی جو لوگ خدا کے راستے سے روکتے ہیں، ان کے leaders۔ جب یہ اپنے شیطانوں سے اکیلے میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان سے محض مذاق کرتے ہیں۔ یعنی ہم کوئی دلی طور پر ان کے ساتھ نہیں ہیں، ہم تو بس ایسے ہی ذرا دل بہلاوے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے ان کے ساتھ ہیں۔ ہمارے دل ان کے ساتھ جڑے ہوئے نہیں ہیں، ان کے ساتھ تو ایک ظاہری سلسلہ قائم ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (15)

''اللہ تعالیٰ ان سے مذاق کر رہا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دے رہا ہے اور وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مذاق کسی منافق کا کسی مومن کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا مذاق ہے کہ ایک انسان تھوڑا بہت علم رکھنے کے بعد اُٹھتا ہے اور ساروں کو خدا کے راستے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں دوسروں سے مذاق کر رہا ہوں حالانکہ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ سرکش بننے میں مدد دے رہا ہے، ڈھیل دے رہا ہے، مہلت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْمَهُوْنَ (15)

"وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔"

اپنی کامیابی اور ناکامی کا انہیں خود پتہ نہیں چلتا، اچھے برے کی تمیز مٹ گئی۔ انہیں اپنے لیے خیر اور شر کو پہچاننے کا اب موقع نہیں ملتا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ منافق اپنے تئیں سمجھدار بننے کی کوشش کرتا ہے کہ میں بڑا زمانہ شناس ہوں، میری چاروں کونوں پہ نظریں ہیں اور مجھے سب پتہ چلتا ہے حالانکہ اپنے فائدے کا بھی اسے پتہ نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دراصل ہم تو اسے اور زیادہ سرکش بننے کے لیے مدد دے رہے ہیں، اور زیادہ ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ وہ کچے منافق، خالص اور پکے منافق بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ منافقوں سے کیسے مذاق کرتا ہے؟ منافق اگر سچ سننا چاہیں تو ان کو برا لگتا ہے، نیکی کی مجلس میں وہ بیٹھ نہیں سکتے، اپنی زبانوں سے بھی یہی کہتے ہیں: 'پتہ نہیں یہ کیسا قرآن سناتے ہیں کہ ہم سے تو بیٹھا ہی نہیں جاتا۔ یہ لوگ کیسے اتنی اتنی دیر بیٹھ جاتے ہیں؟ ہمارے لیے تو سننا بے حد مشکل ہے۔ ایک ہی جیسی باتیں ہیں، ہر روز ایک ہی بات اتنی دفعہ کون سنے؟ پتہ ہی ہے ہمیں ان باتوں کا، اگر زیادہ ضروری ہوا تو ہم گھر بیٹھے پڑھ لیں گے اور ویسے گھر بیٹھ کر بھی پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک ہی بات قرآن میں اتنی دفعہ repeat کی گئی ہے، بور ہی ہو جاتے ہیں' (نعوذ باللہ)۔ منافق اگر کبھی سننے کی کوشش بھی کرے تو ایسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجلس میں بیٹھ بھی نہیں سکتا، کان سچائی نہیں سن سکتے، حق نہیں سن سکتے اور پھر ایک بات اگر دل پر اثر انداز ہونے بھی لگے تو دل خود اُلٹے رخ پہ چل نکلتا ہے۔ ایسے وسوسے اور خیالات آتے ہیں کہ اچھے بھلے نیکی کے راستے پہ پہلا قدم اٹھانا چاہا تھا اور پھسل کر کتنا زیادہ دور چلے گئے۔ آنکھ کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ سچائی کو دیکھ سکے لیکن منافق سچائی کو دیکھ نہیں سکتا، اچھائی اور برائی کی پہچان نہیں کر سکتا اور اپنی مرضی سے اندھادھند زندگی گزارتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْمَهُوْنَ (15)

”یہ اپنی سرکشی میں اندھے بنے ہوئے ہیں۔“

بات یہ ہے کہ انسان جب کبھی اپنی مرضی کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو کم اہمیت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُسے آزاد چھوڑ دیتے ہیں کہ کرلو مرضیاں۔ پھر انسان اپنی مرضی اتنی کر لیتا ہے کہ اسے پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی کبھی اچھی ہی نہیں لگتی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی کبھی ماننا نہیں چاہتا۔ اس طرح سیدھے راستے سے بھٹکتے بھٹکتے منافق بہت دور نکل جاتے ہیں۔ کسی وقت لائن پر آنے لگتے ہیں، تھوڑی سی نیکی اثر انداز ہونے لگتی ہے لیکن پھر دور نکل جاتے ہیں۔ پھر فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (16)

”یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے راہ نمائی کے بدلے گمراہی خرید لی ہے تو اُن کی تجارت اُن کے لیے نفع مند نہیں ہے اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔“

ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے کی بات بہت غور طلب ہے۔ رہنمائی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور منافقین نے تو اللہ کی کتاب ہی کو چھوڑ دیا۔ اب وسوسے ہیں شیطان

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے مختلف طرح کی باتیں ہیں، کچھ اپنی سوچی ہوئی، کچھ دوسروں کے ساتھ share کی ہوئی اور gradually ایمان والوں پر باتیں چھانٹتے چھانٹتے انسان پھر اللہ کے کلام پر، اس کے احکامات پر بھی باتیں چھانٹنا شروع کر دیتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ سچائی کے راستے سے بہت دور نکل جاتا ہے۔ یہ راستہ کون سا ہے؟ گمراہی۔ وہ سیدھا راستہ گم کر دیتا ہے۔ کبھی کسی پگڈنڈی پہ، کبھی کسی راستے پہ اور آخر کار یونہی بھٹکتا ہوا اپنے ربّ کے پاس جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ص

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے راہ نمائی کے بدلے گمراہی خرید لی ہے۔"

منافقین نے رہنمائی چھوڑ دی اور گمراہی مول لے لی۔ اب اس کے لیے وقت بھی لگ رہا ہے، صلاحیتیں بھی، مال بھی اور قوتیں بھی۔ پھر فرمایا:

فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ

"تو اُن کی تجارت اُن کے لیے نفع مند نہیں ہے۔"

تجارت میں انسان مال لگاتا ہے، صلاحیت، وقت اور قوتیں لگاتا ہے اور چاہتا کیا ہے؟ نفع۔ منافق کیسی تجارت کرتے ہیں؟ گمراہی کی تجارت جس کا انسان کو کوئی فائدہ نہیں ملتا، مکمل نقصان [total loss] مکمل ناکامی، دیوالیہ ہی نکل جاتا ہے۔

وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (16)

"اور وہ ہدایت حاصل کرنے والے نہیں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ یہ لوگ کبھی رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہدایت نہیں ملے گی کیونکہ انہوں نے طریقہء کار غلط اختیار کیا ہے۔

اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی پہلی مثال دی ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (17) صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (18)

''اُن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ جلائی۔ پھر جب اُس نے سارا ماحول روشن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی سلب کر لی اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، اب وہ نہ پلٹیں گے۔''

وہ شخص کون ہے جس نے آگ جلائی؟ محمد رسول اللہ ﷺ۔ پہلے زمانوں میں ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آگ جلاتے تھے اور صحراؤں سے گزرنے والے روشنی دیکھ کر وہاں جا پہنچتے تھے، راستے کا پتہ پوچھتے تھے اور یوں راستہ مل جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ماحول سے مثال دی ہے کہ ایک شخص نے راہ دکھانے کے لیے، رہنمائی کے لیے آگ جلائی۔ وہ شخص لوگوں کو راستہ دکھانے کے لیے بیٹھ گیا اور وہ شخص کون ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ۔

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ

''جب اس نے سارا ماحول روشن کر دیا۔''

یعنی جب اسلام کی روشنی ہر طرف پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی سلب کر لی۔ بینائی، دیکھنے کی صلاحیت مادی طور پر تو رکھتے ہیں لیکن اب دیکھ نہیں سکتے۔ اُنہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ اب ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو! ان کی کیا حالت ہے؟ اسلام کی تعلیمات عام ہوئیں اور یہ اندھے بن گئے۔ انہوں نے اللہ کے کلام کو چھوڑا اور اندھیروں میں، جہالت میں رہنا پسند کیا۔ اندھیرے کس چیز کے ہیں؟ جہالت کس چیز کی ہے؟ نفس پرستی کی، دنیا پرستی کی۔ اب یہ دنیا کی محبت میں اتنے گم ہیں کہ انہوں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نے جاہل رہنا گوارا کرلیا۔ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہمارا فائدہ کس میں ہے اور نقصان کس میں ہے؟ فرمایا:

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ

"وہ بہرے ہیں گونگے ہیں، اندھے ہیں۔"

یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں حق سنائی نہیں دیتا اور اگر کوئی سنانے کی کوشش کرے تو ان پر گراں گزرتا ہے، انہیں اچھا نہیں لگتا۔انہیں حق دِکھائی نہیں دیتا، اچھائی برائی میں تمیز نہیں کر سکتے اور نہ حق کو اپنی زبان سے ادا کر سکتے ہیں۔یہ ایسے لوگ ہیں جو گونگے، بہرے اور اندھے بن گئے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب دیکھنے، سننے، بولنے کی صلاحیت ہی ختم ہوگئی تو اب یہ پلٹ نہیں سکتے۔

ایک انسان کے اندر تبدیلی علم سے آتی ہے، جب اُسے کسی چیز کا پتہ چلتا ہے۔انسان کو علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ یا آنکھوں سے یا کانوں سے۔سوچ سمجھ کا تعلق آنکھوں اور کانوں ہی سے ہوتا ہے اور انسان زبان سے اس علم کو حاصل کرتا ہے۔اب ان سب پر تو اس نے خود پہرے بٹھا دیئے۔اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (18) "اب یہ نہ پلٹیں گے۔"

اب پلٹنا ممکن نہیں ہے، واپسی کا سفر مسدود ہوگیا۔سورۃ الاحزاب میں اللہ ربّ العزت ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ج فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ط اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (الاحزاب:19)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''خطرے کا وقت آ جائے تو اس طرح دیدے پھرا پھرا کر تمہاری طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر غشی طاری ہو رہی ہو مگر جب خطرہ گزر جاتا ہے تو یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لیے تمہارے استقبال کو آ جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔''

یعنی منافق آسان احکامات پہ تو عمل کر لیتا ہے لیکن مشکل احکامات پر عمل نہیں کرتا۔ جہاد جیسا حکم اس کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے لیکن ویسے چھوٹے موٹے کام کرنے میں اسے اتنی زیادہ تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ آخر مسلمانوں میں نام بھی تو لکھوانا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد کچھ لوگ اسلام لے آئے مگر پھر منافق بن گئے۔ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اندھیرے میں ہو اور پھر آگ جلا کر روشنی حاصل کرے اور آس پاس کی برائی اور بھلائی کو سمجھنے لگے اور معلوم کرے کہ کس راہ میں کیا ہے؟ کہ اچانک آگ بجھ جائے اور روشنی جاتی رہے۔ اب معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس راہ میں کیا ہے؟ اسی طرح منافق شرک اور کفر کی ظلمت میں تھے، پھر اسلام لا کر بھلائی برائی یعنی حلال حرام وغیرہ سمجھنے لگے مگر پھر کافر ہو گئے اور حرام و حلال، خیر و شر میں انہیں کچھ تمیز نہ رہی۔''

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تھوڑا سا علم آنے کے بعد جو پلٹ جاتا ہے وہ دراصل اسلام سے کفر کی طرف پلٹتا ہے اور یہی نفاق کا راستہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''نور سے مراد ایمان اور ظلمت سے مراد گمراہی اور کفر ہے۔ یہ لوگ ہدایت پر تھے لیکن پھر سرکشی کر کے بہک گئے۔''

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

''منافق کبھی کبھی بھلائی کو دیکھ لیتا ہے اور پہچان بھی لیتا ہے لیکن پھر اس کے دل کی کور چشمی اس پر غالب آجاتی ہے۔''

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایمانداری اور ہدایت کی طرف رخ کرنے کو اس مثال میں آس پاس کی چیزوں کے روشن کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ منافق جب اسلام کو قبول کرتا ہے تو اسے تھوڑی تھوڑی چیزوں کا پتہ چلنا شروع ہو جاتا ہے لیکن نفس پرستی جب غالب آجاتی ہے، جب وہ مزید علم حاصل نہیں کرتا تو اس سے راستہ گم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پہلے والی ڈگر پہ آجاتا ہے۔ پھر کفر کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اندھیرے سے مراد ان کا نفاق ہے۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''موت کے وقت منافقین کی بداعمالیاں اندھیروں کی طرح ان پہ چھا جاتی ہیں اور کسی بھلائی کی روشنی ان کے لیے باقی نہیں رہتی جس سے ان کی توحید کی تصدیق ہو۔'' (تفسیر ابن کثیر)

یہ پہلی مثال تھی جس میں ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگ روشن کرنے والے، اسلام کی روشنی پھیلانے والے کی طرح نظر آرہے ہیں لیکن جب کبھی روشنی پھیلانے والا، رہنمائی کرنے والا موجود ہو تو سوسائٹی میں ایسے افراد ہوتے ہیں جنہیں روشنی کا پتہ چل جاتا ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن پھر بھی وہ اس راستے پر نہیں آتے، اپنے اندھیروں میں پڑے رہ جاتے ہیں اور جب اندھیروں میں ہوتے ہیں تو انہیں کچھ نظر نہیں آتا، پھر سمجھ نہیں آتی کہ کس راہ پر چلیں۔

یہاں گونگا، بہرا اور اندھا ہونے کی بات کو ذرا تفصیل سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ایک انسان کیسے گونگا بن جاتا ہے؟ کیسے بہرہ بنتا ہے؟ اور کیسے اندھا ہوتا ہے؟ مثال کے طور پر کان ہوتے ہوئے کوئی بہرہ کیسے بنتا ہے؟ جب انسان حق کے معاملے میں سنی ان سنی کر دیتا ہے تو بہرہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ اس پر غور و فکر نہیں کرتا، جب وہ کہی گئی حق بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور جب کہی جانے والی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتا تو اس نے کانوں سے سنا تو ہے لیکن بالکل ایسے ہی جیسے بہرہ سنتا ہے کہ آواز اس کے کانوں سے ٹکراتی ہے لیکن اندر اثر نہیں کرتی اور اس بات کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔

اسی طرح انسان کی آنکھوں پر پردہ کیسے پڑ جاتا ہے؟ جب اُس کی سوچ کا رُخ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ پھر جب انسان غیر سنجیدہ ہوتا ہے تو آنکھیں رکھنے کے باوجود حقائق کو سمجھ نہیں سکتا اور یہی اندھا پن ہے۔ اسی طرح ایک انسان زبان رکھتا ہے لیکن حق بول نہیں سکتا اس لیے کہ اس نے صحیح معنوں میں کبھی حق کا ادراک نہیں کیا۔ اسے پتہ بھی ہے لیکن حق بات کبھی اس کی زبان سے نہیں نکلتی، کلمۂ خیر نہیں نکلتا۔ یوں ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جب ایسی خصوصیات موجود ہوں تو یہ صورت پیدا ہو ہی جاتی ہے:

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (18)   ”اب وہ کبھی نہ پلٹیں گے۔“

اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک انسان اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کو حاصل نہ کرے، اس پر نہ چلے تو اس پر راستے بند ہو جاتے ہیں، پھر وہ ربّ کی طرف لوٹ نہیں سکتا۔ ربّ کی طرف لوٹنا دراصل جنت کی طرف لوٹنا ہے اور جنت جانے کے لیے دنیا میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایک انسان جب محنت نہیں کرنا چاہتا تو دراصل وہ ربّ کی طرف سے پلٹنا چاہتا ہے کہ یہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

راستہ، یہ طریقہ میرے لیے مشکل ہے۔ اللہ کا راستہ، اسلام کا راستہ، کلام الٰہی کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت کے راستوں کو مشکلات سے ڈھانپ دیا گیا۔'' (بخاری:6487)

اور دوسری طرف جہنم کا راستہ آگ کا راستہ ہے، گمراہی کا راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا۔'' (بخاری:6487)

خواہش انسان کو عزیز ہوتی ہے، وہ اسے پورا کرنا چاہتا ہے اس لیے جہنم کے راستے کی طرف چل پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر آپ دیکھیں کہ ایک انسان اگر اپنی جنت کے بدلے دنیا خرید لیتا ہے تو ہدایت کے بدلے، رہنمائی کے بدلے گمراہی خرید لیتا ہے۔ جب وہ گمراہی کا اتنا بڑا خریدار بن جاتا ہے تو پھر اس کے پلٹنے کے chances باقی نہیں رہ جاتے۔

نفاق کی دوسری مثال ربّ العزت نے دی ہے:

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (۱۹)

''یا پھر ان کی مثال یوں ہے جیسے آسمان سے موسلا دھار بارش ہو رہی ہو اور اس میں تاریکیاں بھی ہوں اور گرج چمک بھی۔ وہ بجلی کی کڑک سے موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونستے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق کا انکار کرنے والوں کو اپنے گھیرے میں لینے والا ہے۔''

موسلا دھار بارش سے مراد ہے آسمان سے تیزی کے ساتھ اللہ کے احکامات، اللہ کی وحی نازل ہو رہی ہو تو یہ منافق اس میں کیا کرتے ہیں؟ اس بارش میں تاریکیاں بھی ہیں اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گرج چمک بھی۔وہ موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔یعنی اسلام کے سادہ اور آسان احکامات کے ساتھ ساتھ مشکل احکامات بھی ہیں۔جیسے پانی تو اچھا لگتا ہے لیکن گرج سے دل دہلتا ہے، جب بجلی چمکتی ہے تو اُمید بھی ہوتی ہے لیکن خوف بھی ہوتا ہے کہ کہیں بھسم نہ کردے، ایسے ہی آسان احکامات کے ساتھ جب مشکل احکامات آتے ہیں تو انہیں لگتا ہے کہ گویا ہماری موت آگئی۔تب وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں۔انگلیاں کانوں میں ٹھونسنے کی کیفیت نفسیاتی ہے کہ حق کو سننا نہیں چاہتے۔

حق کی دعوت جب اٹھتی ہے تو کامیابیوں کے دروازے کھولتی ہے لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو سوسائٹی کے عام افراد کے مقابلے میں بڑا سمجھتے ہیں۔یہی اپنی بڑائی کا احساس ان لوگوں کے لیے رکاوٹ بن جاتا ہے اور انہیں یوں لگتا ہے کہ اگر اسلام قبول کرلیا تو اس بڑائی کے مقام کو چھوڑنا پڑے گا۔لہٰذا اپنی بڑائی کو برقرار رکھنے کے لیے وہ اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں اور انہیں یوں لگتا ہے کہ جیسے اس راستے پہ آنا دراصل اپنے آپ کو تباہ کرنا تھا۔ایک طرف تو وہ قرآن سنتے ہیں، دل میں تھوڑی سی گنجائش پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف جب اس پر عمل کرنے کے لیے discuss کرتے ہیں تو گھبرا اُٹھتے ہیں اور بالآخر اپنے طریقے پر چلتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے طریقے کو چھوڑ دیتے ہیں۔یہی ہے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا یعنی سننے کے باوجود نہ سننا، اس پر عمل پیرا نہ ہونا، اس کو اپنے لیے اچھا نہ سمجھنا۔ایسی آواز جو انسان کے کانوں کے پردے پھاڑ سکے انسان چاہتا ہے کہ وہ آواز اس کے کانوں میں نہ جائے لہٰذا وہ اپنے کان بند کرلیتا ہے۔ایسے ہی یہ اللہ کے کلام کو اتنا اپنے خلاف سمجھتے ہیں کہ اپنے کان بند کرلینا چاہتے ہیں تا کہ ان میں یہ آواز نہ پڑے۔

ایک سادہ سی مثال دیکھتے ہیں۔آپ نے کبھی یہ بات سنی کہ ہم نے اللہ کا کلام نہیں سننا۔اگر سُن لیا، پڑھ لیا تو عمل کرنا پڑے گا اس لیے ہم سننا ہی نہیں چاہتے۔بڑی سادگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بات کہہ دی جاتی ہے گویا ربّ سن ہی نہیں رہا، گویا اس کو تو پتہ ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاللّٰہُ مُحِیْطٌم بِالْکٰفِرِیْنَ (۱۹)

"اللہ تعالیٰ حق کا انکار کرنے والوں کو اپنے گھیرے میں لینے والا ہے۔"

انسان کیسے گھرا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے توسط سے انسان کو گھیر لیا، سوچ ریکارڈ ہوگئی، زبان سے بولا ہوا لکھا گیا۔

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (ق:18)

"کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔"

ایک انسان کوئی عمل کرے، فرشتوں سے چوکتا نہیں، بھولتا نہیں اور آج جدید ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ ایک انسان کی جلد بہترین ریکارڈر ہے۔ سب کچھ اس کے اندر ریکارڈ ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر کوئی کہاں جا سکتا ہے؟

وَاللّٰہُ مُحِیْطٌم بِالْکٰفِرِیْنَ (۱۹)

"اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کافروں کو، ان کے اعمال کو محفوظ کر دینے والا ہے۔ ایسی بات نہیں کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی یادداشت سے چھوٹ جائے یا چوک جائے۔ وہ تو سارے معاملے کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا:

یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط کُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ لا وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (20)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"قریب ہے کہ بجلی اُن کی نگاہوں کو اُچک لے۔ جب بھی اُن پر روشنی ہوتی ہے اس میں وہ چل پڑتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی سماعت اور بصارت کو بالکل ہی سلب کر لے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

'بجلی کی چمک' سے مراد ہے 'اسلام'۔ جب انسان اسلام کے مطابق عمل کرنا شروع کرتا ہے تو سب لوگ conscious ہو جاتے ہیں، گھر والے، معاشرے کے افراد اور پھر سب مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ اس مخالفت کی وجہ سے دل سہم جاتے ہیں اور جی یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ان کی مخالفت ختم ہو جائے خواہ اس کے لیے حق کو قربان کرنا پڑ جائے۔

بصارت کے اُچکنے سے مراد یہ ہے کہ مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی سمجھ ختم ہو جائے، ان احکامات کی حکمت سمجھ نہ آئے اور پھر انسان اسی طرح سوچنے لگے جیسے دین کے مخالف سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط

"قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہوں کو اُچک لے۔"

قریب ہے کہ ان کو دیکھنے کا شعور ہی نہ ملے، وہ دیکھ ہی نہ پائیں، وہ اپنے اچھے برے کی تمیز ہی کھو دیں۔

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ لا وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط

"جب بھی ان پر روشنی ہوتی ہے وہ اس میں چل پڑتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

یہ دھوپ چھاؤں کا کھیل اللہ تعالیٰ نے چھوٹے سے فقرے میں سمو دیا کہ جب اندھیرا ہوتا ہے تو رُک جاتے ہیں، جب روشنی ہو جاتی ہے تو چل پڑتے ہیں۔ روشنی ہونے سے مراد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ قرآنِ حکیم کی جو بات ان کی سمجھ میں آجاتی ہے اتنا سا عمل کر لیتے ہیں۔ بس ایسے جیسے ہلکا سا جھما کا ہوتا ہے، ایسے کسی وقت کوئی بات سمجھ آجاتی ہے اور پھر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اکثر تو اندھیرا ہی رہتا ہے، کسی کسی وقت بجلی چمکتی ہے۔

'اندھیرا چھا جاتا ہے' سے مراد یہ ہے کہ اپنی مرضی یا گھر والوں کی مرضی یا معاشرے کے افراد کی مرضی غالب آجاتی ہے اور یوں انسان دین کی روشنی میں آنے کی بجائے دنیا کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ ''جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔''

یعنی دوسروں کی یا اپنی مرضی غالب آجاتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر وہ کام نہیں کرتے، اسلام کے اس حکم سے رک جاتے ہیں اور جب روشنی ہوتی ہے یعنی تھوڑی سی بھی حکمت سمجھ آتی ہے تو چل پڑتے ہیں۔ یہ پورے منافق نہیں ہیں، اُدھورے منافق ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ط

''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی سماعت اور بصارت کو بالکل ہی سلب کر لے۔''

یعنی ان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے لیکن یہ اس کی رحمت ہے کہ وہ یہ صلاحیت ختم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ قرآنِ حکیم کو جو تھوڑا سا سننا چاہتے ہیں تو تھوڑا سا سننے سے بھی روک دے، تھوڑا سا جو معاملات کا ادراک کر سکتے ہیں اس سے بھی روک دے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جو تھوڑا سا سیکھنا چاہتا ہے اس کو تھوڑا سا موقع دے دیتے ہیں اور جو پورا سچا مسلمان بننا چاہتا ہے اس کو پورا خالص مسلمان بننے کے مواقع بھی دے دیتے ہیں۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (20)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دل چار قسم کے ہیں: ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو، دوسرے وہ دل جو غلاف میں ہیں، تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں، چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔ پہلا دل مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے، دوسرا کافر کا ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں، تیسرا دل خالص منافق کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے، چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں۔

ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہو، اب جو مادہ بڑھ جائے وہ دوسرے پر غالب آ جاتا ہے۔''

یوں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ دل کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان کے اعمال اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔

ابن جریر، سدی کبیر، ابی مالک، ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہ، مرہ، رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اس بیان کو بیان کر رہی ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقین میں سے دو آدمی بھاگ کر مشرکین کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ان دونوں کو اس طرح سے بارش کا سامنا ہوا جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے کہ اس میں بہت سخت گرج، اندھیرا اور چمک ہے۔ لہٰذا جب خوب زور سے بادل گرجتا تو یہ دونوں اس ڈر سے کہ کہیں گرج کی آواز سے ان کے کان نہ پھٹ جائیں، اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے۔ جب بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے تھے اور جب بجلی نہ چمکتی تو نظر تو کچھ نہیں آتا لیکن چلتے چلتے پھر اپنی جگہوں پر پہنچ جاتے تھے اور دل میں سوچتے کاش کہ صبح ہو جائے اور ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیں۔ چنانچہ صبح ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے (حالانکہ اسلام انہوں نے پہلے بھی قبول کر رکھا تھا، یہ دل سے اسلام لانا تھا) اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیئے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کے ان دونوں منافقوں کی حالت بیان فرمائی ہے جو مدینہ منورہ سے نکل کر گئے تھے۔ ویسے منافقین کا وطیرہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے داخل کر لیا کرتے تھے یا ان کی کسی بات کا اظہار کرایا جائے جس کی بنا پر وہ قتل کر دیئے جائیں جیسا کہ مدینہ منورہ سے نکلنے والوں منافقین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے اور جب روشنی ہوتی تو چلنا شروع کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب ان منافقین کے اموال اور اولاد میں اضافہ اور زیادتی ہوتی گئی اور فتوحات کے سبب مال غنیمت بکثرت ہو گیا تو دین کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کا دین سچا ہے اور اس پہ قائم ہو گئے جیسا کہ دونوں منافقین جب بھی بجلی چمکتی تھی تو اس کی روشنی میں چلتے تھے اور جب اندھیرا ہوتا تھا تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسی طرح دوسرے منافقین جب ان کے مال اور اولاد ہلاک و برباد ہو گئے تو ان مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تو کہنے لگے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

> کہ یہ سب مصیبتیں رسول ﷺ کے دین کی وجہ سے ہیں (العیاذ باللہ) اور مرتد ہو گئے اور پھر اسی طرح اپنے کفر پر جم گئے جیسا کہ یہ دونوں منافقین جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ عملاً جو کچھ انسان کی زندگی میں پیش آتا ہے اسی کو مثال بنا کر اللہ تعالیٰ نفسیاتی کیفیت کو واضح کرتے ہیں۔ یہ ڈر کی نفسیات ہے۔ ایک طرف تھوڑا ڈر بھی ہے کہ کہیں مسلمانوں کے گروہ سے نکل نہ جائیں اور دوسری طرف نفس پرستی بھی ہے۔ نفس پرستی جب ان پر غالب آتی ہے تو اسلام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور جب کبھی کوئی حکم سمجھ آ جاتا ہے، بجلی چمکتی ہے تو چھوٹی سی بات پر عمل کر لیتے ہیں۔

آج کے دور کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو بہت سی ایسی مثالیں دیکھ سکتے ہیں کہ سادہ سادہ کام کرنے کتنے آسان ہیں لیکن جہاں مصیبت کا وقت آتا ہے ایمان کی آزمائش تو اسی موڑ پر ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۣ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۣ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ (الحج:11)
>
> ”بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کنارے پر ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر بھلائی ملے تو مطمئن ہو گئے اور اگر برائی پہنچے تو اسی وقت پھر گئے۔

یہ لوگ کنارے کنارے رہ کر کیوں چلتے ہیں؟ تاکہ جہاں کہیں اسلام کے احکامات اچھے لگے تو اس کے دائرے میں تو شامل ہی ہیں اور اگر اسلام کی کوئی بات ناپسند ہو تو جھٹ سے اس کے دائرے سے باہر نکل کر اپنی مرضی کرنے کی پوزیشن میں آ جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''ان کا روشنی میں چلنا حق کو جان کر کلمہ اسلام پڑھنا ہے اور اندھیرے میں ٹھہر جانا کفر کی طرف لوٹ جانا ہے۔'' (تفسیر ابنِ کثیر)

اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان کی بصارت لے جاتے لیکن وہ بہت مہربان ہے، جو جتنا چلنا چاہتا ہے وہ اس کو اتنا موقع ضرور فراہم کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تھوڑے عمل کو بھی قبول کر لیا ورنہ اگر صرف اخلاص ہی کو قبول کیا جاتا تو دھرتی پر کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جس کے عمل قبول ہو رہے ہوتے۔

اس رکوع میں منافقوں کی دو مثالیں اللہ تعالیٰ نے سامنے رکھی ہیں۔ دوسری مثال ایسے منافقوں کے بارے میں ہے جو شک میں مبتلا ہیں اور اسلام کے احکامات پر ایسی زندگی نہیں گزارنا چاہتے جس کی وجہ سے انہیں تکلیف میں مبتلا ہونا پڑے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کے راستے میں بہت ساری رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ بعض اوقات خوف آڑے آتا ہے کہ اگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟ رسم ورواج کی پابندی نہ کی تو عزت کم ہو جائے گی اور عزت کے کم ہو جانے کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیتے ہیں۔

دوسری چیز جو سامنے آتی ہے وہ تعصب ہے۔ ایک انسان جب اپنے ذہن سے preconceptions کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بات کو سنتا ہے تو پھر اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ پھر آپ دیکھیں کہ اگر ایسی بات انسان سنے بھی تو اس کو وہ پسند نہیں آتی، وہ اس کو reject کر دیتا ہے۔ ایک انسان حق دیکھنے کے باوجود اچھائی اور برائی میں differentiate نہیں کر سکتا تو یہی کیفیت انسان کے تعصب کی ہے کہ وہ پھر حق سے بالکل دور ہو جانا چاہتا ہے۔ اب وہ مرضی کی بات پہ عمل پیرا ہوگا، مرضی کے علاوہ نہیں اور یہی اندھا پن ہے۔ تعصب بنیادی طور پر اندھا پن ہے۔ پہلی مثال میں اسی کا تذکرہ ہے کہ جب اللہ کے ایک بندے نے آگ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

روشن کی تو ان کے لیے اندھیرا ہو گیا۔ یہ تعصب کا اندھیرا ہے اور خوف کی مثال دوسری مثال ہے۔ منافق کے سامنے کس نوعیت کے خوف ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے:

لوگوں کی نظروں سے گر جانے کا خوف۔

معاشرے کے افراد کے درمیان رہتے ہوئے

عزت کے کم ہو جانے کا خوف۔

رسوم ورواج کے چھوٹ جانے کا خوف۔

لوگوں سے پیچھے رہ جانے کا خوف۔

لوگوں سے cut off ہو جانے کا خوف۔

اور ایک اور خوف جس میں شیطان مبتلا کرتا ہے کہ رزق میں تنگی آ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ یاد رکھنا کہ میں ہر چیز پر قدرت رکھتا ہوں۔ تمہارا دل، تمہارا رزق، تمہاری زندگی بھی اُسی کے قبضے میں ہے۔ لہٰذا اُس کے ہو کر رہو گے تو تمہارا فائدہ ہے اور اگر کھوٹے رہو گے تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے درجے میں جاؤ گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء:145)

''یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کلاس میں کیئے جانے والے سوالات اور جوابات

طالبہ: میں اپنے ماضی کی طرف دیکھتی ہوں تو اپنے آپ کو منافق پاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور دین سیکھنے کا موقع دیا ہے الحمدللہ۔ ان آیات کو سننے کے بعد محسوس ہوا کہ میرے اندر ابھی بھی منافقوں والی صفات موجود ہیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دُعا اور کوشش ہے کہ میں نے ربّ کو راضی کرنا ہے لیکن فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ 'اب یہ نہ پلٹیں گے'، یہ آیت پڑھ کر ڈر لگ رہا ہے لیکن میں نے انشاء اللہ پلٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اس لیے میں بہت confuse ہو رہی ہوں۔

استاذہ: جب بیماری آخری اسٹیج پر پہنچتی ہے تو واقعی پلٹنے کا چانس نہیں رہ جاتا۔ جیسے کینسر جب اپنی آخری اسٹیج پر ہوتا ہے تو ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے حالانکہ وہ پہلے بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے لیکن ایک چیز پھر نظر آنے لگتی ہے کہ اب علاج ممکن نہیں ہے۔ ابتدائی اسٹیج پر حتیٰ کہ آگے پہنچ کر بھی پلٹنے کا chance موجود ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی انسان برائی کی اس انتہا تک نہیں پہنچتا کہ وہ واپس نہ پلٹ سکے اور کوئی انسان نیکی کی اس انتہا تک نہیں پہنچتا جہاں سے وہ واپس نہ پلٹ سکے۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں پلٹنے کا، توبہ کرنے کا چانس موجود ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بات کیوں کہی؟ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ "اب وہ نہیں پلٹیں گے"؟ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے دل کی کیفیت بیان کی ہے جو پلٹنا نہیں چاہتا۔ جو پلٹنا چاہتا ہے اس کے لیے chances موجود ہیں۔ جو نہ پلٹنا چاہے اس کے لیے پھر کوئی چانس نہیں، دوسرے اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو یہ کیفیت ہے خود فیصلہ نہ کرنے کی۔ الحمدللہ جب آپ نے فیصلہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ توفیق دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی اصلاح کر سکیں۔ (آمین)

طالبہ: ہم نے نفاق کے بارے میں پڑھا تو یونہی لگ رہا تھا کہ ساری باتیں مجھ پر فٹ بیٹھ رہی ہیں۔ میرا تو بہت برا حال ہو رہا ہے۔ منافقین کے اندر تو خیر ہی نہیں ہوتا لیکن میرا اندر کہتا ہے کہ الحمدللہ ایسا تو نہیں ہے، اندر خیر ہے، نیکی ہے۔ ہم چاہتے تو ہیں لیکن اپنی کچھ کمزوریوں کی وجہ سے یا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے کچھ کر نہیں پاتے۔

استاذہ: فرض کیجیے کہ مجھے اس وقت نزلہ feel ہو رہا ہے۔ اب اگر میں یہ دیکھنا چاہوں کہ مجھے نزلہ ہے تو میں کہوں گی کہ اندر تو نزلے کی کوئی خواہش نہیں ہے، بظاہر آثار بھی نہیں ہیں لیکن ناک بتا رہا ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ ایسے ہی انسان کے اعمال بتاتے ہیں کہ اندر گڑبڑ ہے۔ ہمیں اپنے بارے میں conscious رہنا ہے۔ یہ بات درست نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ اندر خیر ہے، نیکی کا جذبہ ہے، نیکی کرنا چاہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بیماریاں موجود ہیں۔ symptoms سے پتہ لگتا ہے کہ بیماری موجود ہے۔ مثال کے طور پر یہ نہ خواہش ہے، نہ کوشش ہے لیکن اس کے باوجود ابھی جہالت باقی تو ہے، ابھی علم تو پورا حاصل نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ علم کے میدان میں کم فہمی یا شعور کی کمی اپنے نتائج تو لے کر آئے گی تو اب جو کمی پوری ہو رہی ہے آہستہ آہستہ اس کا اثر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیماری دور ہو بھی جاتی ہے لیکن کمزوری ختم نہیں ہوتی تو ایسے ہی پہلے بیماری کو ختم کرنا ہے، پھر weaknesses کو بھی ختم کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا اس بارے میں مطمئن نہ ہوں کہ اب اگر نیکی کی خواہش ہے تو برائیاں مٹ گئیں، ابھی نہیں مٹیں، وہ اپنی جگہ موجود ہیں۔ دل کی صفائی تب ہوگی جب سچے دل سے محسوس کرنے کے بعد اس کے لیے کوشش کریں گے۔ اب ایک طرف دل کے اندر اتنا خیر ہے کہ اس نے محسوس کرلیا کہ یہ برائیاں ہیں۔ دوسری طرف ایک تسلی بھی ہے کہ اندر خیر ہے۔ اب آپ dilemma میں آ گئے کہ یہ کیا ہے؟ اگر آپ اپنے آپ کو اس فقرے تک محدود کر لیتیں تو مطمئن ہو جاتیں اور اصلاح کا کام نہ ہوتا۔

شیطان یہی کام کرتا ہے کہ انسان اگر کسی صحیح نتیجے تک پہنچ بھی رہا ہو تو بظاہر اس کو اس نتیجے کے بارے میں کسی اور طریقے سے پھیر دیتا ہے، اس کا رخ پھیر دیتا ہے۔ سوچ کا رُخ جب مختلف ہو جاتا ہے تو انسان کو اپنی فکر لاحق نہیں رہتی۔ وہ اپنے آپ کو مطمئن کرتا ہے کہ نہیں ہمارے اندر ایسی بات نہیں ہے۔ بات تو ہے لیکن اس کو دور کرنے کے لیے کوشش کرنی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مثال کے طور پر کپڑے پر جب داغ لگ جاتا ہے تو اسے دور کرنے کے لیے کوشش ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سارا کپڑا بہت صاف ستھرا ہو گیا لیکن ہلکا سا داغ [stain] موجود ہے۔ اس کے لیے انسان یہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح یہ بھی نہ رہے۔ جیسے کپڑے پر ہلکا سا داغ موجود ہو تو سارا کپڑا صاف دکھائی دے رہا ہوتا ہے، صاف ہوتا ہے لیکن داغ بہر حال اپنی جگہ پر موجود ہے اور دل پر stain بہت ہیں اور ان کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اگرچہ خیر کا عمل شروع ہو چکا، اگرچہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آگے کی طرف جارہے ہیں الحمدللہ لیکن آہستہ آہستہ improvement ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس بارے میں فکرمند ضرور رہنا ہے کیونکہ فکر نہیں کریں گے تو کام درست نہیں ہوگا۔

کھوٹا پن اندر کی بیماری ہے اور یہ بیماری علاج مانگتی ہے۔

اس کے علاج کے لیے سب سے پہلے ارادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ارادے میں جتنا اخلاص ہوگا اتنی ہی خالص توبہ ہوگی۔ توبہ کے بعد ہی انسان ربّ کے راستے پر چل سکتا ہے۔ ربّ کے راستے پر اللہ کا کلام چلاتا ہے۔ یہ دلوں کے امراض کی شفا ہے۔ یہ رحمت ہے، رہنمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ کل بھی انسان اس سے خالص ہوئے تھے، کل بھی معاشرے کی اصلاح اسی سے ہوئی تھی، آج بھی اسی سے ہوگی اور آئندہ بھی اسی سے ہوگی۔

(سی ڈی سے تدوین)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النّور انٹر نیشنل

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

النورانٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ ایک غیر تجارتی دینی تعلیمی ادارہ ہے جہاں خواتین، بچیوں اور بچوں کو قرآنِ پاک اور حدیثِ نبوی ﷺ کے ذریعے اسلام کی بنیادی تعلیمات کا علم دیا جاتا ہے اور طالبات کو اس قابل بنایا جاتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے کے افراد کو بھی اس علم سے روشناس کروانے کے لیے مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

امتیازی خصوصیات:

1۔ تعصّبات سے پاک اور غیر فرقہ وارانہ دینی تعلیم و تربیت۔

2۔ تعلیمی کاوشوں کے ساتھ ساتھ تربیتی ماحول کی فراہمی۔

3۔ کلاس روم میں جدید سمعی و بصری آلات کا استعمال۔

4۔ معروف اسلامی اسکالرز کے لیکچرز کا اہتمام۔

5۔ طالبات کے لیے ہاسٹل کی سہولت۔

6۔ ویب سائٹ کے ذریعے آن لائن کلاس کی سہولت۔

7۔ مستحق طالبات کے لیے بغیر کسی معاوضے کے تعلیم کا بندوبست۔

8۔ شعبۂ ریسرچ میں مختلف موضوعات پر تحقیقی مواد کی اشاعت۔

النور کے مراکز:

الحمدللہ النورانٹرنیشنل کے مراکز مؤثر طریقے سے مندرجہ ذیل شہروں میں کام کر رہے ہیں:

☆لاہور ☆فیصل آباد ☆بہاولپور ☆ملتان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کورسز کا تعارف:

الحمدللہ اسلام کی دعوت وتبلیغ کا یہ سلسلہ النور انٹرنیشنل کے تحت مختلف کورسز کے ذریعے جاری ہے:

کورسز	دورانیہ	تعلیمی قابلیت	اوقاتِ کار
ایڈوانس ڈپلومہ ان اسلامک ایجوکیشن	18 ماہ	کم از کم بی اے	Morning
ڈپلومہ ان اسلامک ایجوکیشن	18 ماہ	کم از کم ایف اے	Morning
نور القرآن	18 ماہ	کم از کم ایف اے	Morning
فہم القرآن	18 ماہ	کم از کم میٹرک	Morning
فہم دین (ہفتے میں 4 دن)	اڑھائی سال	کوئی قید نہیں	Evening
Towards Understanding of Islam	2 ماہ	کم از کم میٹرک	Morning
Towards Noor	ہفتہ وار کلاس		Evening

تعلیم القرآن کورس

قرآنِ مجید سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

قرآنِ مجید کا ہر رکوع مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں پڑھایا گیا ہے:

1 ۔ لفظی ترجمہ 2 ۔ بامحاورہ ترجمہ 3 ۔ الفاظ کی وضاحت 4 ۔ اصطلاحات 5 ۔ مقاصد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

6 ۔ تفسیر سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

رسول اللہ ﷺ نے قرآن حکیم کو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ کی زندگیوں میں
اُتارنے کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا۔ صحیح احادیث اور واقعات سیرت
کی روشنی میں اُسی طریقہ کار کی پیروی کرنے کی کوشش کی جارہی ہے

7 ۔ رکوع ایک نظر میں

- تعلق باللہ
- تعلق بالرسول
- مقصدِ زندگی
- انجام

8 ۔ ہم کیا کریں؟ 9 ۔ ہوم اسائنمنٹ

النور ویب سائٹ:

النور ویب سائٹ کے ذریعے قرآن کلاسز کی Live Audio Broadcasting کی جارہی ہے تا کہ دنیا میں کہیں بھی موجود افراد قرآنِ حکیم کی تعلیمات سے ایسے ہی مستفید ہو سکیں گویا وہ کلاس کے اندر ہیں۔ دن اور رات کے مختلف حصوں میں دوبارہ broadcasting بھی کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ لیکچرز سائٹ سے Free Download بھی کیے جا سکتے ہیں۔

Come & join
Online class

www.alnoorpk.com

ربّ کی طرف بُلانے اور کامیابی کے راستے پر چلانے کے اس مشن میں ہمارا ساتھ دیجئے!

☆ النور میں داخلہ لے کر اور قرآنِ حکیم و حدیثِ رسول ﷺ سیکھ کر۔
☆ تربیتی پروگرامز منعقد کروانے میں تعاون کر کے۔
☆ اپنے گھر میں کوئی شارٹ کورس کروا کر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

☆ کسی مستحق طالبہ کے تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری اٹھا کر۔

☆ قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت میں حصہ ڈال کر۔

☆ سماجی بہبود کے کاموں میں حصہ ڈال کر۔

النور کو دی جانے والی رقوم اور عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔عطیات درج ذیل اکاؤنٹس میں جمع کروائے جاسکتے ہیں:

اکاؤنٹ نمبر: 02010200003902 میزان بینک گلبرگ برانچ لاہور

النور کمپلیکس:

النور انٹرنیشنل کی بڑھتی ہوئی تعلیمی ،دعوتی اور تحقیقی سرگرمیاں اور لاہور، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں طالبات کی روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر ان شہروں میں فوری النور کمپلیکس کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے۔فی الحال چاروں شہروں میں یہ انسٹیٹیوٹس کرائے پر حاصل کردہ عمارتوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کی دُعائیں، توجہ اور تعاون خیر کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوگا۔(انشاءاللہ) یہ کمپلیکس لیکچر ہال، آڈیٹوریم، کلاس رومز، آفسز گیلری، لائبریری، ریسرچ ونگ، کمپیوٹر لیب، ریکارڈنگ سیکشن، پبلشنگ سیکشن، ویب سیکشن، ہاسٹل اور کڈز کیمپس پر مشتمل ہوگا۔

اس کارِ عظیم میں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔اپنی زکوٰۃ وصدقات کے ذریعے النور کی تعمیر میں اپنا اپنا حصہ ڈالئے۔جتنی زندگیاں یہاں دین کی تعلیم کے اثر سے سنوریں گی، النور کی بنیادوں میں لگا آپ کا سرمایہ آپ کے آخرت اکاؤنٹ میں قیامت تک اضافے کا باعث بنتا رہے گا۔

خود بھی اس کارِ خیر میں حصہ ڈالئے
اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو بھی اس طرف توجہ دلایئے۔